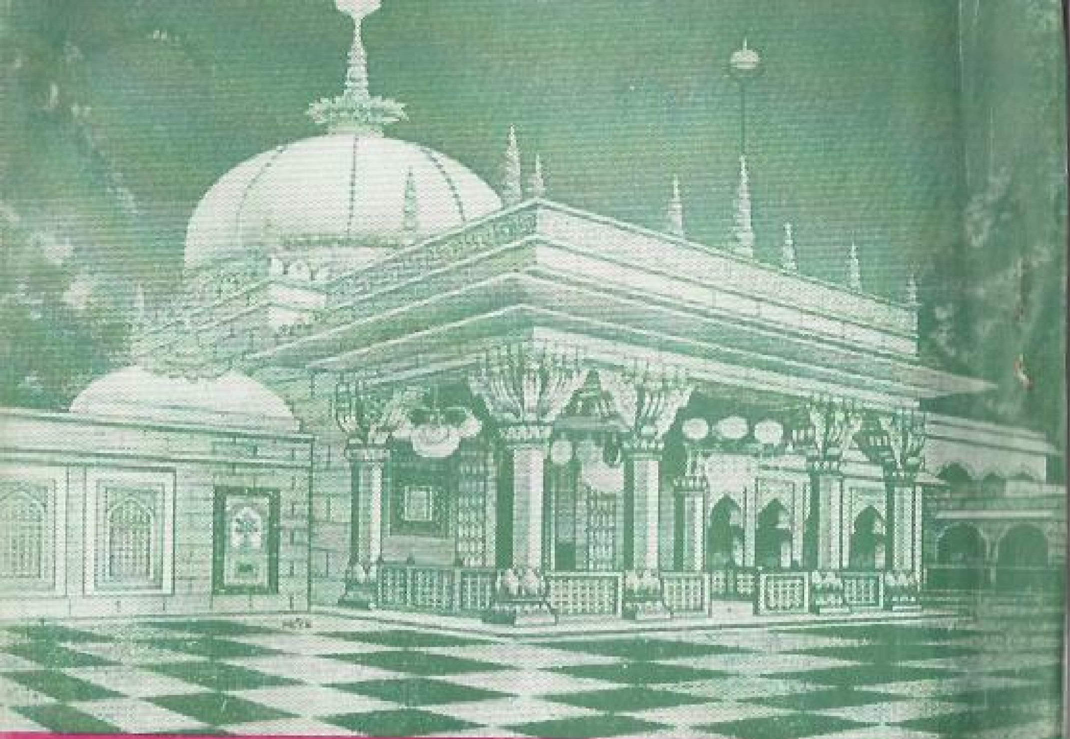

تذکرہ شہید کی علیہ الرحمۃ

مؤلف

ابو کلیم فانی

منجانب: تنظیم فضلاء غوثیہ جامع العلوم خانیوال

برائے ایصال ثواب

حضرت قبلہ

حاجی ولی الرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ

والد گرامی

حضرت مولانا

الحاج مفتی محمد اشفاق احمد صاحب

رضوی۔ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فخر المشائخ قبلہ حافظ محمد شفیع چشتی نظامی علیہ الرحمۃ

کے مختصر احوال و آثار

تذکرہ شہید کے علیہ الرحمۃ

مع

مختصر تذکرہ مشائخ چشتیہ نظامیہ

مؤلف

ابو کلیم محمد صدیق فانی

منجانب: تنظیم فضلاء غوثیہ جامع العلوم خانیوال

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: .... تذکرہ شہید کے علیہ الرحمۃ

مؤلف: .... ابوکلیم فانی

کمپوزنگ: .... شبیر احمد رضوی (خانیوال، کبیر والا)

طبع: .... ساقی آرٹ پریس خانیوال

سن اشاعت: ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

ملنے کے پتے

(۱)...... مولانا محمد اسحاق چشتی

جنرل سیکرٹری تنظیم فضلاء غوثیہ جامع العلوم خانیوال
خطیب مدینہ مسجد کالونی نمبر 2 خانیوال

(۲)...... حافظ غلام مرتضیٰ طیب

خطیب مسجد محکمہ انہار خانیوال

اسلامی تصوف کے خدوخال

اسلامی تصوف

تصوف کی اصل بلکہ اصل الاصول ''لقاء رب'' کی آرزو ہے۔ سالک یہ تمام مجاہدات، ریاضات اور مراقبات اس لئے برداشت کرتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کا دیدار کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ مقصد حیات ''دیدار یار'' ہے۔ یہ اصل اس آیت سے ماخوذ ہے۔

فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً
ولا یشرک بعبادة ربه احداً

ترجمہ: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

○۔ تصوف کی عناصر ترکیبی

۱: کامل توحید:

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئی علیم (۳/۵۷)

ترجمہ: وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے

۲:۔ کامل تقویٰ:

ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون (۱۶/۱۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں

۳:۔ کامل محبت الٰہی:

والذین امنوا اشد حبا للہ (۱۶۵/۲)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

۴:۔ قرب الٰہی: واسجدوا اقترب (۱۹/۹۶) (۳۰/۹)

ترجمہ: اور سجدہ اور اس کے قریب ہو جاؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان)

۵:۔ رغبت الی اللہ:

فاذا فرغت فانصب والی ربک فرغب (۸.۷/۹۴)

ترجمہ: جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

۶:۔ معیت الٰہیہ: وھو معکم اینما کنتم (۴/۵۷)

ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو (ترجمہ کنزالایمان)

۷:۔ دستور عمل:

ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم
آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ (۲/۶۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان)

۸:۔ ابتدائی مراحل میں گوشہ تنہائی میں عبادت کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سب سے پہلی وحی جو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے اچھے خواب تھے۔ چنانچہ جب بھی آپ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھر والوں کے پاس آنے کا شوق ہو، وہاں کئی راتیں بسر کرتے اس کے لئے توشہ لیتے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آتے اور اسی طرح توشہ لیتے یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے۔ حق آیا چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا۔ (بخاری، کتاب الوحی صفحہ ۸۲ جلد اول)

۹:۔ احسان کا مفہوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا؟

ما لاحسان قال ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تراہ فانہ یراک الخ

(بخاری، کتاب الوحی صفحہ ۱۰۵ (مترجم) طبع لاہور)

ترجمہ: احسان کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ ہے کہ تم اللہ (عزوجل) کی عبادت (اس خلوص اور خشوع سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (حاصل ہو) کہ تم اسے دیکھتے ہو تو یہ خیال (رہے کہ) وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

۱۰:۔ افضل ترین جہاد

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل الجھاد النفس

(مکاشفۃ القلوب صفحہ ۱۱ از امام غزالی م ۵۰۵ھ)

ترجمہ: افضل ترین جہاد نفس کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا:

المجاھد من جاھد نفسہ فی اللہ

ترجمہ : مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ کے لئے۔"

رواہ الترمذی، رواہ ابن حبان

11۔ تصوف پر اعتراضات

۱:۔ تصوف کا سرچشمہ غیر اسلامی تصورات و عقائد و افکار ہیں۔

۲:۔ تصوف بنی نوع آدم کے لئے بمنزلہ افیون ہے۔

۳:۔ تصوف زندگی کے حقائق سے گریز کی تعلیم دیتا ہے۔

۴:۔ تصوف نے مسلمانوں کے قوائے عمل کو مردہ بنا کر کم از کم ضعیف کر دیا ہے۔

۵:۔ تصوف نے اباحت مطلقہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔

۶:۔ تصوف نے مشرکانہ عقائد کی اشاعت کی ہے۔

جواب: جو تصوف مسلمانوں میں شائع ہوا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱:۔ اسلامی تصوف: جو قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے ماخوذ ہے۔

۲:۔ غیر اسلامی تصوف: جو قرآن و حدیث اور آثار صحابہ کے خلاف ہے۔

انتہائی افسوس ہے کہ تصوف کے مخالفین نے (جن میں مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر کے شریک ہیں) اسلامی تصوف پر اعتراض کرتے ہوئے غیر اسلامی تصوف کو مدنظر رکھا۔ اور اس طرح حق و صداقت ہی کا خون نہیں کیا، بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو تصوف کی برکات سے محروم کر رکھا ہے۔ ان نا آشنا دوستوں نے غیر اسلامی تصوف کے قبائح کی آڑ میں اسلامی تصوف کو نشانہ بنایا۔ تصوف سے بدظن کرنے کے لئے حق ناشناسوں نے تصوف کی اسلامی اور غیر اسلامی قسم کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔

ان حضرات کے جتنے اعتراضات ہیں وہ غیر اسلامی یا عجمی تصوف پر تو وارد ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلامی تصوف کا دامن ان تمام اعتراضات سے پاک و مبرا ہے

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب فرماتے ہیں۔

اگر ناعاقبت اندیش صوفیہ نے غیر اسلامی باتیں تصوف میں شامل کر لیں تو اس کو حقیقتِ تصوف سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان کی ذمہ داری خود ان پر ہے، خالص تصوف جو اسلامی تصوف ہے اس کی نشوونما قرآن و حدیث کی آغوش میں ہوئی ہے۔

(بلوچستان میں تحریک تصوف از ڈاکٹر انعام اللہ کوثر طبع کوئٹہ ۱۹۹۵)

شریعت و طریقت کے علاوہ ایک تیسری چیز حقیقت ہے یہ کوئی علم نہیں۔ کشف ہے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ طریقت سے جو نور حاصل ہوتا ہے اور اس کی روشنی میں جو کچھ نظر آتا ہے، محسوس کیا جاتا ہے وہ "حقیقت" ہے۔

ابو کلیم فانی کالونی نمبرا.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ شریف

پیران عظام خاندان عالیہ چشتیہ نظامیہ

یا خدا وندا تو ذاتِ کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ کے واسطے
میں ہوا ہوں سخت زار و بند محنت میں اسیر — کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے
خواجہ حسن بصری کا نام لاتا ہوں شفیع — شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے
فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض — شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
حضرت خواجہ حذیفہ کیلئے تک رحم کر — پھر ہبیرہ بصری صاحب ہدا کے واسطے
خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر — شیخ ابو اسحٰق قطب چشتیا کے واسطے
خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتدا — خواجہ بو یوسف صاحب صفا کے واسطے
خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف — خواجہ عثمان اہل اہل اقتدا کے واسطے
والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن — شیخ قطب الدین قطب الاتقیاء کے واسطے
کام شیریں کر طفیل خواجہ گنج شکر — پھر نظام الدین محبوب اولیاء کے واسطے
دل کو روشن کر طفیل شاہ نصیر الدین چراغ — اور کمال الدین کمال اصفیاء کے واسطے
دور کر ظلمت سراج الدین دنیا کیلئے — اور علم الحق دین مکلم الہدا کے واسطے
حضرت محمود راجن سرور دنیا و دین — اور جمال الدین جمن صاحب رضا کے واسطے
شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کی طفیل — حضرت یحییٰ مدنی مقتدا کے واسطے
یا الٰہی حل کر مشکل طفیل شاہ کلیم اللہ ولی — پھر نظام الدین مقبول خدا کے واسطے
دین دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دیں — خواجہ قبلہ عالم نور محمد رہنما کے واسطے

حضرت خواجہ شیخ محمد فاضل علم و رموز — خواجہ عبدالرحمٰن سراج الاصفیاء کے واسطے
خواجہ سرتاج کرام اتقیاء و اصفیاء — شاہ غلام رسول جی شمس الہدا کے واسطے
یا خدا وندا مٹا غم دین و دنیا کے سبھی — حضرت خواجہ محمد صدیق صادق اولیاء کیواسطے
کر منور دل میرا اے ذات حق — حضرت خواجہ محمد شفیع نور الہدا کے واسطے

بخش دے اپنی محبت اور قطع ماسوا
واسطہ پیران شجرہ چشتیاء کے واسطے

۷۸۶

هُوَ النَّاصِرُ .... هُوَ الْمُعِیْنُ

اللہ رب العزت محض اپنے فضل وکرم رحم سے ہر مسلمان مرد وعورت کا انجام بخیر فرماویں۔ بہرحال ذکر الٰہی ضروری ہے، جیسے موت ضروری ہے۔ ذکر الٰہی میں سعی فرمایا کریں۔ کیونکہ۔

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

عاجز دل وجان سے دعا گو ہے کہ مولیٰ کریم جناب کو جمیع خطرات شیطانی و وسواس نفسانی سے محفوظ فرما کر جمیع مقاصد حسنہ برلا کر دین ودنیا میں سرفراز فرماوے، آمین ثم آمین!

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جناب کو اعزاز بخشا ہے اپنی مخلوق پر حکمران کیا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ خدا کی مخلوق کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ بروز قیامت باز پرس ہوگی کہ آپ نے دنیا میں میری مخلوق کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا۔ آپ عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں، ظالم کی گوشمالی کر کے مظلوم کی مدد فرماویں۔ ایک کیس کا فیصلہ حق پر کرنا بے ریا عابد کی ایک سال کی عبادت کے برابر، بہرحال کمزور کی دستگیری فرمائیں ورنہ روز جزا وہ روز ہے جس دن کوئی سہارا نہ ہوگا۔ نیز جناب کی خدمت میں عاجز کی طرف سے ایک کتبہ ارسال خدمت ہے جس پر حضور آقائے نامدار تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی دائرہ کی شکل میں مکتوب ہے اس کے وسط میں اسم ذات باری تعالیٰ مکتوب ہے شکل قلب ہو بہو ہے اس کتبہ کو ایک شیشہ کی چوکھٹ میں بند کرالیں بعد نماز عشاء تخلیہ

میں بیٹھ کر کتبہ سامنے رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کے دائرہ کو اپنا قلب تصور فرماویں۔ اور منہ بند کر کے زبان تالو سے لگائیں اور قلب کی آواز سے اسم ذات "اللہ" "اللہ" پڑھتے رہیں۔ پہلے روز ایک ہزار مرتبہ تلاوت فرماویں ایک تسبیح ہر روز بڑھاتے رہیں حتیٰ کہ ۳۳۳۳ مرتبہ تک پہنچنے کی کوشش کریں ایسا تصور فرماویں کہ عرش معلی سے ایک نور نازل ہو کہ میرے قلب میں جذب ہورہا ہے۔ دنیا ومافیہا کا خیال قلب سے ہٹا کر محض ذات باری تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا تصور باقی رہے حتیٰ کہ اپنے آپ کا خیال بھی نہ رہے، فارغ ہونے کے بعد اسم ذات کو جاری رکھتے ہوئے بستر راحت پر آرام فرماویں۔ دن کو ہر لحظہ چلتے پھرتے۔ اٹھتے بیٹھتے، جلوت خلوت ہر حال میں ذکر اسم ذات بلا تعداد جاری رکھا کریں۔ حتی الامکان اتباع سنت کا خیال اشد ضروری ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

اللہ کریم عاجز کو اور جناب کو اس ذکر پاک پر قائم فرماوے، آمین ثم آمین!

عاجز
محمد شفیع از چشتیاں شریف، ضلع بہاولنگر
(پاکستان)

اللہ بس، باقی ہوس
دنیا یوم چند، آخر کار خداوند
اللہ حافظ

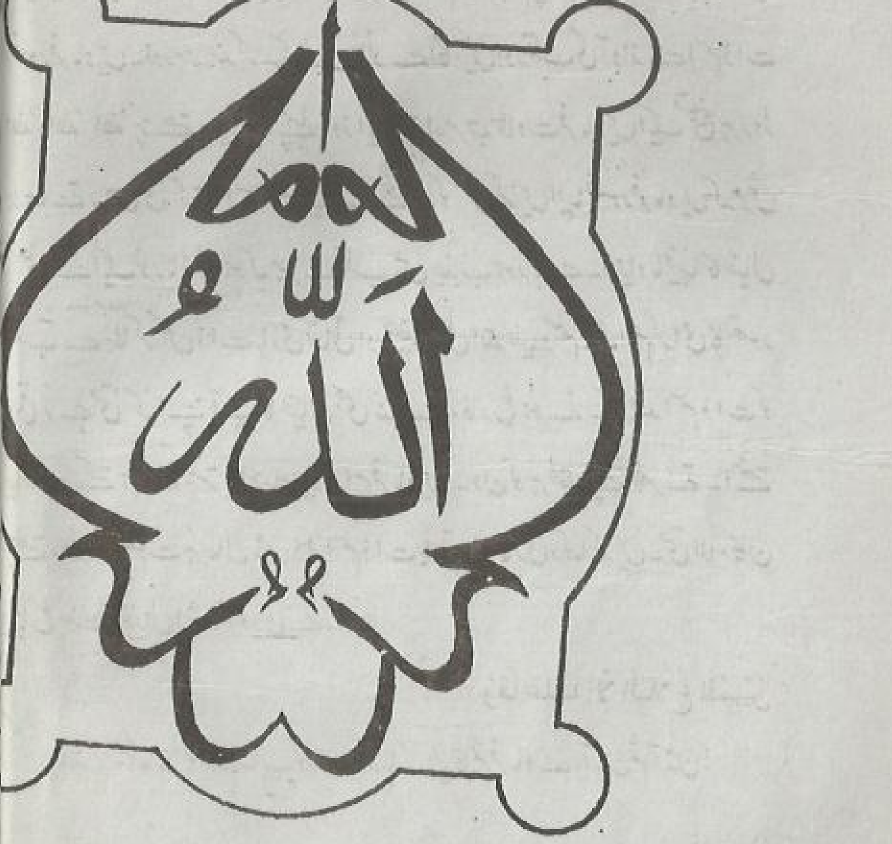

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مقتدائے طوائف انس وجاں، سرحلقہ اولی العزم ومرسلان، خاتم جمیع پیغمبران فخر و خلیل الرحمان، بہترین موجود کون ومکان، متحقق بہ تصرفات کن فکاں، محبوب ذات مطلق ر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول (۵۷۱ ء) کو م غیب سے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئے اور پوری کی پوری کائنات نے اس ظہور قدسی پر ادب واحترام سر جھکالیا۔ فضائے بسیط میں ایک شور مسرت وشادمانی بلند ہوا کہ وہ مختار آ گیا جو کفر وشرک کی ظلمتوں کے طلسم توڑ کر رکھ دے گا۔

چند روز ثوبیہ نے دودھ پلایا، پھر حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کر دیئے گئے۔ جو سعد بن بکر سے تھیں۔ حلیمہ سعدیہؓ کے گھر میں ہی تھے کہ پہلا واقعہ شق صدر واقع ہو۔ ر ولادت سے قبل والد گرامی کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوگیا۔ اور ۶ سال کی عمر میں آپ والدہ ماجدہ بھی بمقام ابواء وصال فرماگئیں۔ پھر پرورش عبدالمطلب کے ذمہ ہوئی۔ ں آپ آٹھ سال کے ہوئے تھے کہ دادا جان بھی وصال فرماگئے۔ اور یہ خدمت آپ کے ابوطالب کے ذمہ لگی۔ ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے نکاح ہوا۔

جب عمر مبارک ۴۰ سال کی ہوئی تو آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ آزاد مردوں ں حضرت ابوبکر صدیق آزاد عورتوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محترمہ حضرت خدیجہ آزاد بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور یوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی ام ایمن سب سے پہلے لمان ہوئے۔

تیرہ سال تک آپ نے مکہ مکرمہ میں تبلیغ اسلام کی جب اس بات کا پوری طرح

انداز ہ ہوگیا کہ مکہ میں رہتے ہوئے تبلیغ اسلام میں کامیابی مشکل ہے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مکی زندگی کے بڑے بڑے واقعات

نبوت کے پہلے سال

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ، ح
ام ایمن، حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت
غفاری رضوان اللہ علیہم اجمعین مسلمان ہوئے۔

نبوت کے پانچویں سال

حضرت عمر بن الخطاب، اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسلمان ہو
اصحاب کی ایک جماعت ہجرت کر کے حبشہ گئی۔ جس میں آپ کی جگر گوشہ حضرت رقیہ
اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھ

نبوت کے دسویں سال

شعب ابی طالب کا محاصرہ ختم ہوا۔ جس سے چھ ماہ بعد حضرت ابوطالب
وفات پائی۔ پھر تین روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا وصال ہوا۔ مدینہ منورہ میں ا
آغاز ہوا۔ اور قبیلہ اوس کے دو بزرگ حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت ذکوان بن ع
مسلمان ہوئے۔ اسی سال آپ طائف تشریف لے گئے۔

نبوت کے گیارہویں سال

اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس سال معراج ہوئی اور نماز پنجگانہ فرض ہوئی او
منورہ کے ۶ یا ۸ افراد مسلمان ہوئے۔

نبوت کے بارہویں سال

عقبہ کی پہلی بیعت ہوئی۔

نبوت کے تیرہویں سال

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت ہوئی اور عقبہ کی دوسری بیعت ہوئی۔ جب مدینہ منورہ میں اسلام پھیلنا شروع ہوا تو مدینہ والوں کے تین گروہ ہو گئے۔ مسلمان، یہودی اور منافق، یہودی کے شر کو مٹانے کے لئے ان سے معاہدہ کرلیا گیا۔ مگر افسوس انہوں نے پابندی نہ کی۔ جس کا نتیجہ خود ان کی تباہی تھا۔ جو مہاجر تھے ان میں سے ایک ایک مہاجر کا ایک ایک انصاری سے بھائی چارہ قائم ہوگیا۔

۲ھ سے ۱۰ھ تک کے بڑے بڑے واقعات

۱:۔ ۱۷۔ رمضان المبارک کو جنگ بدر ہوئی۔

۲:۔ مسلمان بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے ہجرت سے ۱۶ ماہ بعد ۲ھ میں حکم ہوا کہ اب کعبہ کی طرف رُخ کیا جائے۔

۳:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ کا انتقال ہوا

۴:۔ روزے کی فرضیت ۵:۔ زکوۃ کا حکم ۶:۔ صدقہ کا حکم

۷:۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کا حکم۔ ۸:۔ قربانی کا حکم ۹:۔ اسی ۲ھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔

۳ھ

۱:۔ ۷، شوال ۳ھ میں احد پہاڑی کے قریب مشہور جنگ ہوئی جس کو جنگ احد کہتے ہیں

۲:۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح ہوا۔ ۳:۔ شراب حرام ہوئی۔

۴:۔حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

۴ھ

۱:۔اس سال بیر معونہ کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ جس میں ستر حفاظ کرام کو امرہ کمل ذکوان اور عطیہ قبیلے والوں نے شہید کر دیا۔

۲:۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

۳:۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہود کی لکھائی سیکھی۔

۵ھ

۱:۔جنگ خندق ہوئی۔

۲:۔ماہ جمادی الاول میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حضرت عبداللہ نے وفات پائی جو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تھے۔

۳:۔۸، جمادی الثانی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ذیقعدہ میں حضرت زینب بنت جحش سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔

۴:۔مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا۔ ۵:۔چاند گرہن لگا۔

۶:۔عموماً علماء کا خیال ہے کہ حج بھی اسی سال فرض ہوا۔

۷:۔بعض علماء کا قول ہے کہ ماہ شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا۔

۵ھ

۱:۔صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان ہوئی۔

۲:۔حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص مسلمان ہوئے۔

۳:۔دنیا کے بادشاہوں کے پاس اسلام کے خطوط کی روانگی ہوئی۔

۷ھ

۱:۔غزوہ خیبر اور فتح فدک ہوئی۔ ۲:۔ ۷ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر جو طے پایا تھا کہ اگلے سال عمرہ کریں گے معاہدہ کی پوری شرطوں کے ساتھ اس سال وہ عمرہ ادا کیا گیا۔

۳:۔حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں داخل ہوئیں۔

۸ھ

۱:۔جنگ موتہ اور فتح مکہ ہوئی۔

۲:۔فتح مکہ کے بعد ماہ شوال میں جنگ حنین ہوئی۔

۳:۔طائف کا محاصرہ اور منجنیق کا اسلام میں پہلی مرتبہ استعمال ہوا۔

۴:۔ان جنگوں کے علاوہ دس دستے روانہ ہوئے۔

۹ھ

۱:۔غزوہ تبوک۔ ۲:۔وفود کی آمد۔ ۳:۔اللہ کے دین میں فوج در فوج داخلہ۔

۴:۔تین دستے روانہ کئے گئے۔ ۵:۔مسجد ضرار کو جلانے کا حکم دیا گیا۔

۶:۔اسی سال حج ادا کیا گیا۔ جس کے انتظام کے لئے ۳۰۰ مسلمانوں کا دستہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجا گیا۔

۱۰ھ

۱:۔۲۵/۲۶، ذیقعدہ بروز پیر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج فرض ادا کرنے

کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔۴، ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے۔اور حج ادا کیا۔ایک لاکھ سے زائد مسلمان شریک تھے۔۹/۱۰/۱۱، کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقاریر فرمائیں۔جن کے جملے گویا کوزے تھے جن میں علوم ومعارف، دنیاوی اور دینی بھلائیوں کے سمندر بھر دیئے تھے۔قربانی میں ۱۰۰ اونٹ ذبح کئے۔اور اسی موقع پر ۹ تاریخ کو وہ آیت نازل ہوئی جس میں دین اسلام کے مکمل ہونے اور مسلمانوں پر نعمت خداوندی کے پورے ہونے کی بشارت دی گئی۔اسی سال دو دستے بھیجے گئے۔غزوہ کوئی نہیں ہوا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری خطبہ کا خلاصہ

مجھے معلوم ہے کہ میری وفات کے تصور آپ حضرات کو گھبرائے ہوئے ہے۔کیا دنیا میں کوئی نبی، کوئی رسول بھی مجھ سے پہلے اپنی امت میں ہمیشہ رہا ہے۔یقیناً یہ وقت آنے والا ہے۔اور آپ بھی اسی طرح دنیا چھوڑ دیں گے۔اور پھر جلدی مجھ سے ملیں گے۔ہم سب کے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے جو شخص اس سے سیراب ہونا چاہے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو بے کار کام اور بے فائدہ بات سے روکے۔انصار کی طرف خطاب کر کے! آپ مہاجرین سے اچھا سلوک کرتے رہیں۔اور مہاجرین پر لازم ہے کہ وہ بھی محبت اور سلوک رکھیں۔دیکھو! اگر آدمی اچھے ہوتے ہیں تو ان کے بادشاہ اور حاکم بھی اچھے ہوتے ہیں اور برے طریقے اختیار کر لینے پر خداوند تعالیٰ بُرے بادشاہ اور ظالم حاکم ان پر مسلط کر دیتا ہے۔

وصال پُر ملال

آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں وصال فرمایا اور بارہ، ربیع الاول ۱۱ھ بروز پیر جان بہ مشاہدہ جاناں سپرد کر دی۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں مدفون ہوئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆ ۵۵۰ھ میں جمال الدین اصفہانی علیہ الرحمۃ نے حجرہ شریف کے گرد ایک جالی صندل کی کھینچی انہیں ایام میں ابن ابی الہیجا نے سرخ ریشمی نقوش سے منقش سفید دیبا اس حجرہ شریف پر لٹکانے کی غرض سے بھیجا۔

☆ ..... ۶۷۸ھ میں قلاؤن صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ قبہ خضری بنایا۔جو خطیر شریف کے اوپر مسجد کی چھت سے بلند ہے اور اب تک اسی طرح موجود ہے۔

۵۔حضرت نافع نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (جذب القلوب صفحہ نمبر ۲۱۴، دار قطنی، بیہقی، خلاصۃ الوفا)

ازواج مطہرات

۱۔ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۔ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۳۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۴۔ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۵۔ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۶۔ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۷۔ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۸۔ام المومنین حضرت جویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۹۔ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۰۔ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۱۔ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے تھے۔

۱:۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳:۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

۱:۔ حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(جن کی شادی حضرت ابوالعاص سے ہوئی)

۲:۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳:۔ حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا [1]

۴:۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفیقہ حیات تھیں)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خُدّام

۱:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳:۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴:۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵:۔ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] یہ پہلے دونوں عتبہ اور عتیبہ پسران ابی لہب ملعون کے نکاح میں تھیں۔ بعد ازاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

۶:۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷:۔ حضرت ذومخبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نجاشی بادشاہ کے بھتیجے یا بھانجے)

۸:۔ حضرت بکیر بن شداخ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹:۔ حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱:۔ حضرت سلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲:۔ حضرت ایمن بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن

۱:۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسجد نبوی میں)

۲:۔ حضرت عمرو بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مسجد نبوی میں باری باری یعنی کبھی دن کو کبھی رات کو)

۳:۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مکہ مکرمہ مسجد حرام)

۴:۔ حضرت سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسجد قبا میں)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہریدار

۱:۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲:۔ حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳:۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴:۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵:۔ حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷:۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸:۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدی خواں

۱:۔حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲:۔حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳:۔حضرت سلمہ بن رکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]

خلیفہ راشد امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے۔لقب مرتضیٰ، خطاب اسد اللہ الغالب اور اسم گرامی علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں مسند خلافت کو زینت بخشی۔چار پانچ سال تک خلیفۃ المسلمین کے منصب پر فائز رہے۔

مقام علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

o۔عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] o۔اقتباس الانوار، شیخ محمد اکرم قدوسی۔طبع لاہور

o۔مشائخ قادریہ از محمد دین کلیم، طبع لاہور

o۔تاریخ اسلام از محمد میاں صاحب

o۔جذب القلوب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

o۔سیرت رسول عربی: مولانا پروفیسر نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ

o۔زادالمعاد: حافظ ابن قیم جوزی

o۔مواہب للدنیہ: علامہ ابن حجر قسطلانی علیہ الرحمۃ

o۔مدارج النبوۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

o۔مناقب المحبوبین: حاجی نجم الدین سلیمانی علیہ الرحمۃ

کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مومن کا دوست ہے

o۔زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔

o۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور اس دروازہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

o۔ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق دوست نہیں رکھتا اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن کو اپنا دشمن نہیں رکھتا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقہی مقام

آپ علم کا سمندر تھے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔اے اللہ! اس کی زبان کی استعانت اور دل کو ہدایت فرما۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور آپ ان خدمات سے بہرہ ور ہوئے۔اس لئے کہ آپ نبوت کے گھرانے میں پلے بڑھے علم و معارف ان کی گھٹی میں پڑے تھے۔سینہ مبارک مخزن علوم تھا۔علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے:۔"مدینہ کے سب سے بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔" حضرت عطاء سے دریافت کیا گیا کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر عالم تھا؟ انہوں نے فرمایا خدا کی قسم مجھے ایسا کوئی شخص معلوم نہیں جو ان سے بڑھ کر عالم ہو۔o۔سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی

بات ثابت ہوجاتی تو ہم کسی دوسرے کی جانب رجوع نہ کرتے۔ ○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ علم سنت کا جاننے والا کوئی اور نہیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۲۵۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تفسیری مقام

بہترین قاضی اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کے اسرار و رموز کے بھی عظیم عالم تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے تفسیر قرآن کے متعلق جو کچھ بھی سیکھا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھا ہے۔ ابونعیم حلیہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ بخدا مجھے ہر آیت کے بارے میں معلوم ہے وہ کس ضمن میں اور کہاں اتری۔ مجھے ذات ربانی نے روشن دماغ اور زبان گویا بخشی ہے۔ ابوالطفیل کا قول ہے میں نے بذات خود سنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جو چاہو مجھ سے پوچھو، خدا کی قسم تم جو بات پوچھو گے میں وہی تمہیں بتاؤں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں دریافت کرلو، بخدا کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو، وہ دن کو اتری ہے یا رات کو، میدان میں اتری ہے یا پہاڑی پر۔ ○ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر آپ کا جمع کردہ (باعتبار تنزیل) قرآن پاک مل جاتا تو ہم کو مزید معلومات ہوجاتیں۔

تاثرات

○ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

ان ائمہ میں سے برادرِ مصطفیٰ، غریقِ بحرِ بلا، حریقِ نارِ ولا، مقتدائے جملہ اولیاء،

واصفیا، سیدنا ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں علم طریقت میں آپ کی شان عظیم اور درجہ رفیع ہے اصول حقائق کی تعبیرات میں آپ کو کمال دسترس حاصل تھی۔

○ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

اصول دین میں ہمارے پیشوا اور راہ نما علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

○ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب ید اللّٰہی اک سجدہ شبیری

○ حضرت عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضرت علی سید عارفاں ہیں آپ کے دقائق آمیز کلمات کسی دوسرے سے بیان نہیں ہوئے۔ اور آپ کے بعد بھی کوئی شخص بیان نہیں کرسکے گا۔

اقوال زریں

○ خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔

○ کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

○ ادب بہترین کمالات سے اور خیرات افضل ترین عبادت سے ہے۔

○ شکر نعمت حصول کا باعث ہے۔ اور ناشکری حصول زحمت کا موجب ہے۔

○ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔

○ گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے۔

○ فاسق کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

○ آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے

○ معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔

o۔ علماء اس لئے غریب وبیکس ہیں کہ جاہل زیادہ جوان کی قدر کرتے ہیں

o۔ اعمال کے وزن کو حشر کے دن خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔

o۔ ہمسایہ کی بدخوئی، اور نیکوں کے ساتھ برائی انتہائے سقاوت ہے۔

o۔ حیاء کی غایت یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ سے حیا کرے۔

o۔ خدا کی اطاعت اپنی جان پر جبر کرکئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

o۔ کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی ڈھیل نہ دے۔

o۔ جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرلے تو اس کو چاہیے کہ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔

o۔ انار کے دانے کو جھلی کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے یہ مقوی معدہ ہے۔

o۔ یہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔

۱:۔ بہت زیادہ غصہ۔ ۲:۔ زیادہ پیاس۔ ۳:۔ جلد جلد جماہی کا آنا۔

۴:۔ قے آنا۔ ۵:۔ نکسیر پھوٹنا۔ ۶:۔ بول وبراز۔ ۷:۔ یاد الٰہی میں نیند کا غلبہ۔

عہد مرتضوی میں وفات پانے والے مشاہیر

حضرت حذیفہ بن الیمان۔ حضرت زبیر بن العوام۔ حضرت طلحہ، حضرت زید بن صوحان۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت ہند ابن ابی ہالہ۔ حضرت اویس قرنی حضرت حباب بن بلال۔ حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت سہیل بن حنیف۔ حضرت تمیم الداری۔ خوات بن جبیر۔ حضرت شرجیل۔ حضرت ابومیسرہ البدری۔ حضرت صفوان بن عسال۔ حضرت عمرو بن عتبہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین وغیرہ۔ [1]

[1] تذکرہ مشائخ قادریہ صفحہ نمبر ۶۱ طبع لاہور۔ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

آپ کی شہادت ۲۱ رمضان المبارک کو ۴۰ ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک نجف شریف میں ہے

حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ

خواجہ ابوسعید بن ابوالحسن یسار قدس سرہ مشہور تابعین میں سے تھے۔ ان کے والد ماجد یسار بارہویں سال ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ یسار کو ربیع بنت نضر نے آزاد کیا تھا۔ امام حسن علیہ الرحمہ کو زید بن ثابت نے آزاد کیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خیرو تھا۔ جو ام المومنین حضرت بی بی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ جب خلافت عمر بن الخطاب کے ۲ سال باقی تھے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تحنیک کی (کھجور چبا کر بچے کے تالو سے لگانا) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد بصرہ چلے گئے۔ آپ نے کم وبیش ۱۳۰ صحابہ کرام کی زیارت کی۔ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ اور اس بات پر تمام صوفیہ اور مشائخ کا اتفاق ہے۔ [1]

۱۱۰ ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس بصرہ سے تین کوس کے فاصلے پر مرجع خلائق ہے

خلفاء کرام:۔

۱:۔ خواجہ عبدالواحد بن زید۔ ۲:۔ خواجہ ابن زرین۔ ۳:۔ خواجہ حبیب عجمی۔ ۴:۔ خواجہ عتبہ بن

بقیہ حاشیہ۔ [2] مشکوۃ شریف فضائل علی المرتضیٰ جلد ۳، (عربی اردو) طبع لاہور [3] اسد الغابہ از ابن الاثیر (م ۶۳۰ ھ) صفحہ نمبر ۵۹، جلد ۳۔ [4] تاریخ تفسیر ومفسرین صفحہ نمبر ۸۹، طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء
[5] کشف المحجوب صفحہ نمبر ۸۱، طبع لاہور۔ [6] شواہد النبوۃ صفحہ نمبر ۲۷۹، از مولانا عبدالرحمٰن جامی
[7] مخزن اخلاق، صفحہ نمبر ۹۷، (منتخب) [8] تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
[1] حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب انتباہ میں باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

غلام ۔۵:۔خواجہ شیخ محمد بن واسع ۔۶:۔خواجہ مالک دینار۔رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تاثرات

○۔علامہ فریدالدین عطار فرماتے ہیں:۔ آپ باعمل عالم بھی تھے اور زاہد و متقی بھی۔سنت نبوی پر سختی سے عمل کرتے۔اور سدا خشیت الٰہی میں غرق رہتے۔

○۔حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اور انہی ائمہ طریقت تابعین میں سے امام عصر، یگانہ زمانہ سید علی ابوالحسن بصری علیہ الرحمۃ ہیں۔اہل طریقت کے نزدیک آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے اور علم سلوک میں آپ کے لطیف اشارات ہیں۔

○۔صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں:۔

آپ اکابر تابعین میں سے ہیں علوم ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔

بقیہ حاشیہ:۔ یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ خواجہ حسن بصری کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہیں پہنچتا۔اس لئے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ اس وقت خورد سال تھے اور وہ خلیفہ نہیں ہو سکتے۔حضرت شاہ فخرالدین دہلوی جو شاہ صاحب کے معاصر تھے اس خیال کی تردید میں ایک کتاب فخرالحسن لکھی۔جس میں حضرت خواجہ حسن بصری کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت پانا ثابت کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی شرح مولانا احسن الزمان حیدرآبادی نے "قول المستحسن فی شرح فخر الحسن" کے نام سے عربی زبان میں لکھی ہے۔ (تاریخ مشائخ چشت صفحہ نمبر ۱۴۱، طبع کراچی)

صوفیاء کے نزدیک امام حسن بصری کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لقاء ثابت ہے۔

خود شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ان الصوفیہ اتفقوا علی ان الحسن البصری اخذ عن سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ نمبر ۲۰، طبع لاہور)

○۔صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں:۔

آپ نے بہت سے صحابہ کرام سے راویت کی ہے۔اور ان سے بھی ایک جماعت تابعین تبع تابعین نے روایت کیا ہے۔موصوف اپنے زمانے میں علم، عمل، زہد و تقویٰ اور عبادت و ورع کے امام تھے۔[1]

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ

آپ امام حسن بصری کے مرید و خلیفہ تھے۔اور ایک خرقہ خلافت حضرت کمیل بن زید سے بھی پہنچا تھا امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔

○۔صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔

آپ کے کمالات و کرامات بے شمار ہیں۔تربیت مریدین میں آپ ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ریاضات و مجاہدات میں آپ کا کوئی نظیر نہیں تھا۔آپ صائم الدہر تھے اور تین دن کے بعد افطار کرتے تھے۔اور تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے۔آپ پر اکثر گریہ طاری رہتا تھا۔اور سماع سنتے تھے۔بیعت ہونے سے ۴۰ سال قبل آپ ریاضت اور مجاہدہ کر چکے تھے۔آپ کو کمال علم حاصل تھا۔

خلفاء کرام۔

۱:۔حضرت خواجہ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ

۲:۔ابوالحسن بن زرین علیہ الرحمۃ

۳:۔حضرت ابویعقوب موسیٰ علیہ الرحمۃ

---

[1]:۔ اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۲۱۵، کشف المحجوب صفحہ نمبر ۹۷، تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۷ مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۴۰، مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۳۱۴، جلد ۳ (عربی اردو)

۱۷۷ھ میں انتقال ہوا۔ مزار مبارک بصرہ (عراق) میں ہے۔ ۱؎

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ،

آپ کا نام فضیل اور کنیت ابوعلی اور ابوالفیض ہے والد ماجد کا نام عیاض ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کا وطن خراسان تھا، شہر مرو کے نواح میں، اور آپ کا تولد شہر سمرقند میں ہوا۔ بعض آپ کا وطن کوفہ اور بخارا بتاتے ہیں۔ آپ ابتدائی عمر میں قزاقی اور ڈاکہ زنی کرتے تھے۔ آخر توبہ کی، توبہ کے بعد پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا۔ پھر حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت وخلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ آپ پر خوف خدا اس قدر غالب تھا کہ ہمیشہ گریہ کرتے رہتے۔ آپ صاحب سماع، صاحب کرامات اور باعظمت بزرگ تھے۔ تین دن اور بعض اوقات چار پانچ روز کے بعد افطار کرتے تھے ہر روز ۵۰۰ رکعت نماز پڑھتے تھے اور روزانہ دو قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب رات آتی ہے تو مجھ کو خوشی حاصل ہوتی ہے کہ مکمل خلوت حاصل ہوگی۔

خلفاء کرام۔

۱:۔ خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ۔ ۲:۔ شیخ محمد بن زید شیرازی علیہ الرحمۃ

۳:۔ حضرت خواجہ بشر حافی علیہ الرحمۃ۔ ۴:۔ حضرت ابی رجاء عطاری علیہ الرحمۃ

۵:۔ حضرت عبداللہ سباری علیہ الرحمۃ۔ ۶:۔ حضرت علی بن فضیل علیہ الرحمۃ۔

وصال آپ کا ۱۸۷ھ میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ اور سورۃ القارعہ سُن رہے تھے ایک نعرہ لگایا اور جان جاں آفرین کے سپرد کردی۔ آپ کی قبر مبارک جنت المعلیٰ میں حضرت [cut off]

۱؎:۔ مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۴۲۔ اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۲۲۶۔

الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر اطہر کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

تأثرات

○۔ **حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔**

واصلینِ حق کے سردار، مقربین بارگاہ کے بادشاہ، سیدنا ابوعلی الفضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فقراءمیں بہت بزرگ اور ان کے پیشوا تھے۔ ان کو طریقت وحقائق میں مہارت کاملہ اور شغف تام حاصل تھا۔

○۔ **علامہ فرید الدین عطار لکھتے ہیں:۔**

آپ کا شمار نہ صرف اہل تقویٰ اور اہلِ ورع میں ہوتا ہے بلکہ آپ مشائخ کے مقتدا۔ راہ طریقت کے ہادی، ولایت وہدایت کے مہر منور اور کرامت وریاضت کے اعتبار سے اپنے دَور کے شیخ کامل تھے۔

○۔ **صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں:۔**

آپ عالم ربانی، امام یزدانی، زاہد، عابد، صالح، ثقہ صاحب کرامت تھے۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے۔

○۔ **سیارہ ڈائجسٹ اولیاء کرام نمبر میں مرقوم ہے:۔**

آپ ولایت وہدایت کے مہر منور اور اپنے وقت کے کامل ولی اللہ تھے۔

اقوال زریں۔

۱:۔ حق تعالیٰ سے دوستی کی غایت یہ ہے کہ جب منع وعطاء اس کے سامنے برابر ہوں۔

۲:۔ دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم، علم کی اصل صبر ہے۔

۳:۔ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ طوالت غم، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ مغموم رہا کرتے تھے۔

۴:۔ عالم بدخو کی صحبت سے فاسق خوش خو کی صحبت بدرجہا بہتر ہے۔

۵:۔ جب حق تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے

تو اس کو بہت سی تکالیف دیتا ہے۔ [ا]

حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی قدس سرہٗ

آپ کا نام ابراہیم ہے کنیت ابواسحٰق اور لقب امان الارض۔ آپ بلخ کے بادشاہ تھے آپ کے والد کا نام ادھم بن سلیمان بن منصور تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت پر سلطنت چھوڑی۔ سب سے پہلے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم علیہ الرحمۃ (م ۱۵۰ھ) کی خدمت میں جا کر علم حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت فضیل بن عیاض کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت پہنا۔ علاوہ ازیں حضرت ابوسفیان ثوری، حضرت ابو یوسف۔۔۔ کی صحبت میں رہے اور خضر علیہ السلام کے بھی صحبت دار تھے۔ اور حضرت اویس قرنی کے خلفاء سے بھی خلافت حاصل تھی۔

آپ پر ہمیشہ گریہ طاری رہتا تھا آپ نیشاپور کی مشہور غار میں کامل نو سال تک عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔ جب آپ سے کرامت کا ظہور ہونے لگا تو آپ وہاں سے

[ا]:۔ کشف المحجوب صفحہ نمبر ۱۰۸، حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۱۵۰، مخزن اخلاق صفحہ نمبر ۱۳۳، تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۵۴، مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۴۲، اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۲۳۳، حیات صوفیہ (خلاصہ نفحات الانس) از علامہ جامی صفحہ نمبر ۱۲۳

بھاگ کر مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گئے اور ہر قدم پر دوگانہ نفل ادا کیا۔ اور چودہ (۱۴) برس میں مکہ معظمہ پہنچے۔ یہ دیکھ کر مشائخ حرمین آپ کے استقبال کے لئے باہر آئے اور آپ کی عزت وتکریم کی۔ اس جگہ آپ کو فضیل بن عیاض کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ پچاس برس تک مجاور حرم پاک رہے۔ جامع مسجد بصرہ میں بھی کافی مدت تک معتکف رہے۔ اور تین دن رات میں ایک بار افطار کرتے۔

۱۶۱۔۱۶۶ھ میں انتقال ہوا۔ مدفن کے متعلق دو روایات ہیں بعض کہتے ہیں آپ کا مدفن بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبل کے پہلو میں ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ ملک شام میں حضرت لوط علیہ السلام کی قبر کے متصل دفن ہیں۔

خلفاء کرام

۱:۔ حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ۔ ۲:۔ خواجہ شفیق بلخی علیہ الرحمۃ۔

تاثرات۔

○۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ آپ کو ہمیشہ سیدنا ابراہیم بن ادھم کہہ کر پکارتے تھے۔ شاگردوں نے دریافت کیا کہ سعادت ان کو کیسے ملی۔ امام صاحب نے جواب دیا۔ کہ وہ دائما حق تعالیٰ میں مشغول ہے۔ اور ہم دوسرے کاموں میں مشغول ہیں۔

○۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

اس طائفہ (صوفیاء) کے علوم کی چابی ابراہیم ادھم ہیں۔

○۔ شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں:۔

آپ اپنے وقت کے تمام اولیاء مشائخ کے لئے حجت تھے۔ حقائق ومعارف میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

○۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

امیر الامرا، سالک طریق بقاء، حضرت ابو اسحٰق ابرہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ اور اپنے سلوک میں منفرد اور سید اقران تھے۔ سیدنا خضر علیہ السلام کے مرید تھے

○۔ علامہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ اور بہت سے بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کیا۔ بہت عرصہ تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے۔

○۔ سیارہ ڈائجسٹ اولیاء کرام میں مرقوم ہے:۔

آپ کئی کئی دن فاقہ مستی میں گذار دیتے کم کھانا کم سونا اور عبادت کرنا آپ کا شعار تھا۔ ۱؎

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہ'

آپ کا نام سید بدر الدین ہے۔ حذیفہ لقب ہے۔ آپ مرعش کے رہنے والے تھے جو ملک شام میں دمشق کے نواح میں ایک موضع ہے۔ آپ سلطان ابراہیم کے مرید ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پایا۔

آپ زہد و تقویٰ اور ترک تجرید میں یگانہ روزگار تھے۔ طہارت کا یہ عالم تھا کہ تیس سال کے عرصہ میں آپ کبھی بے وضو نہ رہتے تھے۔ آپ تین چار اور بعض اوقات پانچ چھ روز کے بعد افطار کرتے تھے اور اس وقت بھی تین چار لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویشوں کی غذا ذکر "لا الہ الا اللہ" ہے۔

۱؎ ۔ کشف المحجوب صفحہ نمبر ۱۱۴، تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۷۱، مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۴۴، اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۲۴۰، حیات صوفیہ (خلاصہ نفحات الانس از علامہ جامی) صفحہ نمبر ۱۳۰

موصوف نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ ہر روز اور ہر شب ختم قرآن کریم کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ عالم لدنی ہو گئے۔ اور شریعت و طریقت حقیقت و معرفت میں کامل ہو گئے۔ خلوت میں بیٹھے آہ و زاری میں مصروف رہتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے۔ تو فرمایا معلوم نہیں میرا حشر "فریق فی الجنۃ" کے ساتھ ہو گا یا "فریق فی السعیر" کے ساتھ۔ لوگوں نے کہا کہ آپ پھر مرید کیوں کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو ہاتف نے آواز دی اور تمام حاضرین نے یہ آواز سنی کہ اے حذیفہ! میں تمہیں دوست رکھتا ہوں۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت میں جگہ دوں گا۔ اس مجلس میں تین ہزار کفار تھے۔ ہاتف کی آواز سن کر مسلمان ہو گئے۔ ۲۲۵، ۲۵۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک مرعش (عراق) نواح بصرہ میں ہے۔

خلفاء کرام:۔

بے شمار خلفاء تھے مگر زیادہ مشہور خواجہ ہبیرہ بصری ہیں۔ امام شافعی بھی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ مگر خرقہ حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ۱؎

حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری قدس سرہ'

آپ کا نام امین الدین ہے اور کنیت ابو ہبیرہ، اپنی کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہوئے آپ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ بڑے مرتاض و عبادت گذار تھے۔ تربیت مریدین میں آپ کی نسبت بہت قوی تھی۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ نماز حضور دل کے ساتھ گذارتے تھے۔ صفائے دل کے لئے بے حد جہد و جہد کرتے تھے۔

۱؎ اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۲۴۵، مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۴۵

اور ہمیشہ مراقبہ و محاسبہ میں رہتے۔

○۔صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔

آپ علماء واولیاء وقت کے پیشوا تھے۔اور معرفت حق میں مشائخ کبار کے درمیان مشہور تھے۔آپ کے درجات اور مقامات اعلیٰ تھے۔ ۲۸۷ھ میں انتقال فرمایا۔مرقد مبارک بصرہ (عراق) میں ہے۔

خلفاء کرام :۔

آپ کے بیشمار خلفاء میں مگر سب سے مشہور و معروف حضرت خواجہ شمشاد علو دینوری ہیں۔ ۱؎

حضرت خواجہ شمشاد علو دینوری قدس سرہ

آپ کا نام علو اور لقب کریم الدین ہے۔شمشاد دینوی علیہ الرحمۃ کے نام سے مشہور ہوئے۔آپ دینور کے رہنے والے تھے۔مگر نشو و نما بغداد میں ہوئی۔حضرت قبلہ عالم مہاروی نے فرمایا۔دینور ہمدان اور بغداد کے درمیان ایک شہر ہے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ مشائخ عراق میں سے تھے۔یگانہ روزگار تھے حافظ قرآن اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ بڑے باعظمت بزرگ تھے۔شیخ جنید بغدادی، شیخ رویم سفیان ثوری اور خواجہ معروف کرخی کے صحبت یافتہ تھے۔مرید ہونے سے قبل آپ نے سالہا سال ریاضت و مجاہدہ کیا۔آپ سات دن کے بعد افطار کرتے تھے۔ گلے کی خشکی کو دور کرنے کے لئے آپ تھوڑا سا پانی پیتے اور خرما پر اکتفا کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے۔فقر و فاقہ پر قناعت کرتے اور پیوند لگا کر کپڑا پہنتے خدا کے خوف سے اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔

۱؎ اقتباس الانوار صفحہ ۲۵۸، مناقب الحبوبین صفحہ نمبر ۴۶، شجرہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ، صفحہ ۱۴

○۔صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔

آپ ریاضت و عبادات میں بلند مقام اور مشاہدات و مکاشفات میں رفیع الشان تھے۔وقت کے جملہ مشائخ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کے قائل تھے۔

○۔مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

عراق کے اونچے مشائخ اور جوان مردوں میں سے تھے۔علم میں یگانہ وقت تھے۔آپ کی کرامات ظاہر ہیں۔اور اچھے کمالات رکھتے تھے۔مزار مبارک مکہ میں ہے۔ ۲۹۹ھ میں وصال ہوا۔خواجہ ابو اسحاق، حضرت ابو عامر اور شیخ احمد اسود آپ کے مشہور خلفاء میں سے ہیں۔ ۱؎

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی قدس سرہ

آپ ملک شام کے رہنے والے تھے۔حضرت خواجہ شمشا علو دینوری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور صاحب وجد و سماع تھے۔خواجہ موصوف چھ سات دن کے بعد افطار کرتے تھے۔اور وہ بھی تین لقموں سے زیادہ نہیں۔اور سات سال تک خلوت میں ذکر لا الہ الا اللہ میں مشغول رہے۔ان ایام میں آپ ساتویں دن کے بعد افطار کرتے تھے یعنی اکیس دن کے بعد چند لقمے روٹی اور پانی پی لیتے تھے۔

○۔شیخ محمد اکرم قدس سرہ

حضرت ابو اسحاق چشتی اپنے وقت کے اکابر مشائخ اور رئیس الاولیاء تھے۔کشف و کرامات میں آپ آیات الٰہی میں سے ایک آیت تھے۔آپ اللہ تعالیٰ کے حکم غیبی سے ملک

۱؎ مناقب الحبوبین صفحہ نمبر ۴۶، اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۲۶۳، نفحات الانس (خلاصہ) صفحہ نمبر ۲۰۰، (یعنی حیات صوفیہ) شجرہ عالیہ قادریہ چشتیہ صفحہ نمبر ۱۴۔

شام سے بغداد جا کر حضرت خواجہ علو دینوری کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے۔ ۳۲۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک عکہ میں ہے جو ملک شام میں ہے۔

جب خواجہ دینوری نے خواجہ ابو اسحاق شامی کو مرید کیا تھا تو فرمایا تھا کہ آج کے بعد تمہارے مریدوں کو چشتی کہا جائے گا۔ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی آپ کے مشہور مرید وخلیفہ ہیں۔ ۱

خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام، آپ کی کنیت سے مشہور ہوا یعنی ابو احمد، قدوۃ الدین آپ کا لقب ہے آپ کے والد کا نام سلطان فرستانہ چشتی ہے۔ جو سادات حسنی تھے۔ آپ کا درجہ قطب الابدال ہے۔ آپ خواجہ ابو اسحاق چشتی شامی کے مرید وخلیفہ تھے۔

جب خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس سرہ العزیز ملک روم کی جانب چلے گئے تھے تو اس کے بعد آپ چشت میں مسند خلافت پر بیٹھے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہوا اور بلند مقاصد کو پہنچا۔ صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ آپ سر حلقہ چشت ہیں اور بالاتفاق قطب الابدال تھے اور ساری دنیا پر آپ کا تسلط تھا۔

خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ

آپ کا نام مودود ہے اور لقب قطب الدین آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی ہے۔ اپنے والد ماجد کے مرید تھے اور ان ہی کے سجادہ نشین اور قائم مقام ہوئے اور آپ حسینی سید تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد بیس سال تک خلوت میں رہ کر سخت مجاہدہ کیا یہ حال تھا کہ پانچ چھ روز کے بعد آپ افطار

۱۔ اقتباس الانوار صفحہ ۲۷۰ ، مناقب المحبوبین ۴۷

فرماتے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ آپ بیس سال تک نہ سوئے۔ سماع کا ذوق رکھتے تھے

خلفائے کرام:۔

خواجہ ابی احمد۔ حاجی شریف زندنی، شاہ سنجان، شیخ ابو نصر شیکبان، شیخ حسن تیمسی، خواجہ سبز پوش آذربایجان، شیخ عثمان رومی، شیخ احمد بدرون، خواجہ محمد سام، خواجہ ابوالحسن ھانی (تاریخ ھانی کے مصنف، اس کتاب کو بغداد میں آب زر سے لکھا گیا تھا)

۵۔ شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں۔

آپ یگانہ روزگار محبوب پروردگار، قدوہ اقطاب واوتاد اور ولی مادرزاد تھے۔ آپ کا قول وفعل شرح کے مطابق تھا۔ آپ علوم باطنی کے جامع تھے عالم غیب سے جو کچھ مشاہدہ میں آتا تھا آپ کے کانوں میں ڈالا جاتا تھا۔ آپ اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ ۵۲۷ھ میں انتقال ہوا۔ مزار مبارک قصبہ چشت میں ہے۔ اور چشت پہاڑی درہ میں ایک شہر ہے جو ہرات (افغانستان) سے دو منزل کے فاصلے پر ہے آج کل اسے شاقلان کہتے ہیں۔ ۱

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ

آپ کا نام شریف ہے مگر حاجی مشہور ہوئے زندان کے رہنے والے تھے جو بخارا کے سات پیرگنوں میں سے ایک پیرگنہ ہے۔ آپ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ چودہ سال کی عمر سے آپ ہمیشہ باوضو رہنے لگے۔ اور فقر وفاقہ کو بہت پسند کرتے تھے ایک سو (۱۰۰) رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے تھے۔ فقراء ومساکین کی بہت عزت وتکریم کرتے تھے۔ اہل دنیا کا کبھی ذکر نہیں کرتے تھے۔ اور امراء کے گھر کبھی نہ جاتے۔ ریاضت ومجاہدات بہت کرتے تھے اور ہمیشہ خلوت میں رہتے۔ تین دن کے بعد

۱۔ مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۵، اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۳۰۲، معین الارواح صفحہ نمبر ۱۱۔

بغیر نمک کا کھانا کھاتے آپ صاحب سماع تھے اور اکثر گریہ زاری آپ پر طاری رہتا تھا۔

آپ کے خلفاء

خلفاء آپ کے بے شمار تھے۔ مشہور ترین خواجہ عثمانی ہارونی ہیں جن سے سلسلہ چشتیہ آگے چلا۔ آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے ہم عصر تھے۔ ۱۳، رجب ۶۲۱ھ کو وصال ہوا۔

مزار آپ کا زندنہ (بخارہ) میں ہے۔ ۱۲۷۸ء میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمة کے عرس پر وہاں سے ایک شخص آیا جس کا نام محمد قاسم تھا اور اس کے ساتھ ملک بخارا کے اور آدمی تھے۔ محمد قاسم نے بیان کیا کہ حاجی شریف زندنی کا مزار شہر بخارا میں محلہ زندنہ میں ہے اور میں نے اس کی زیارت کی ہے اور اب اس محلہ کو زندانیاں کہتے ہیں۔ محمد قاسم کے ہمراہیوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

o۔ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔

آپ ریاضت ومجاہدات اور ترک وتجرید میں بڑے ثابت قدم تھے۔ اور حقائق ومعارف اور نکات کے لئے اس زمانے کے تمام اہل حقیقت آپ سے استفادہ کرتے تھے تربیت مریدین مشائخ کے درمیان عدیم المثال تھے۔ ؎۱

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ

آپ کا نام عثمان ہے اور کنیت ابوالنور ہے۔ آپ علوم ظاہری وباطنی کے عالم اور صاحب وجد وسماع تھے۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ اور دن رات میں دو بار قرآن کریم ختم کرتے۔ آپ ہارون کے رہنے والے تھے۔ جو زندن بخارا سے نصف کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے جیسا کہ سفار العلیل میں لکھا ہے۔ البتہ مرأة الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ کا

؎۱ اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۳۲۸، مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۵۱، سفینۃ الاولیاء

مسکن ملک خراساں کے قصبہ ہارون میں تھا جو نیشاپور کے نواع میں ہے۔ خیر الاذکار میں لکھا ہے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمة فرماتے ہیں۔ کہ ہارون حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی جائے پیدائش کا نام ہے۔ جو عراق میں نیشاپور کے نواع میں ہے۔ آپ حاجی خواجہ شریف زندنی علیہ الرحمة کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۶ شوال، ۶۱۷/۶۰۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی قبر مبارک مکہ معظمہ میں کعبہ شریف اور جنت المعلیٰ کے درمیان ہے۔ آپ نے ستر برس اپنی عمر کے ریاضت میں گذارے اور تمام عمر خوراک کم تناول فرمائی۔ اور ہمیشہ شب بیدار رہتے۔ آپ مجیب الدعوات تھے۔ اور سماع سے آپ کو بہت ذوق وشوق تھا۔ آپ حقیقت نما اور حقیقت کوش تھے۔

o۔ صاحب خواجگان چشت لکھتے ہیں۔

علوم شریعت وطریقت دونوں میں آپ امام العصر اور عدیم المثال مقتدائے اشراف واقطاب گذرے ہیں۔

o۔ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔

آپ کا شمار اکابر مشائخ چشتیہ میں ہوتا ہے۔ آپ تمام علوم ظاہری وباطن کے جامع تھے۔ ؎۱

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہ

آپ کا اسم گرامی حسن بن غیاث الدین اور لقب معین الدین ہے۔ شجرہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ ۵۳۶ھ/۱۱۴۳ء، میں علاقہ سجستان (سیستان) میں پیدا ہوئے نشو ونما خراسان میں ہوئی۔ بچپن میں ایک بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی کی توجہ سے طلب حق کا جذبہ پیدا ہوا۔ چنانچہ وطن کو خیر آباد کہہ کر

؎۱ اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۳۳۲، خواجگان چشت صفحہ نمبر ۱۱، مناقب المحبوبین صفحہ نمبر ۵۲۔

تحصیل علم کیلئے سمرقند اور بخارا کا سفر اختیار کیا۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد حصول علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ۲۰ سال تک مرشد کی خدمت میں رہ کر باطنی استفادہ کرتے رہے۔ اپنے مرشد کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ گئے وہاں آپ کے مرشد نے آپ کی قبولیت کے لئے دعا کی اور آپ کو بشارت دی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ مرشد سے رخصت ہو کر مختلف مقامات کے بزرگوں سے ملتے ہوئے لاہور آئے۔ اور شیخ علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ (م ۴۶۵ھ) کے مزار پر چند روز معتکف ہوئے۔ لاہور سے براستہ ملتان دہلی اور دہلی سے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ اجمیر شریف میں اس وقت پرتھوی راج کی حکومت تھی۔ ایک دن خواجہ علیہ الرحمۃ کے متوسلین میں سے ایک شخص کو پرتھوی راج نے تکلیف دی اس نے آکر حضرت خواجہ کو بتایا۔ آپ نے پرتھوی راج کو اس بارہ میں کہلا بھیجا۔ لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ اور مختلف باتیں بنانے لگا۔ تو آپ نے فرمایا:۔

ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کرے (محمد غوری) کو دیدیا۔ انہی ایام میں سلطان معزالدین (محمد غوری) کا لشکر غزنی سے آیا اور پتھورا لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور معزالدین سام (محمد غوری) کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ اور اس کے بعد اس ملک میں اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ اور کفر و فسا کی جڑ کٹ گئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی اخلاقی و روحانی عظمت، للہیت و اخلاص اور توکل علی اللہ کی بدولت بہت سے مشرکین ہند حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ بالآخر ایک عرصہ تک اشاعت اسلام کی پُر خلوص جد و جہد اور مریدین و خلفاء کی تربیت کرنے کے بعد یہ آفتاب ہدایت ستانوے سال کی عمر میں ۶۳۳ھ میں غروب ہو گیا۔ مزار مبارک اجمیر شریف میں مرجع خلائق ہے۔

لفاء کرام:۔

آپ نے اپنے پیچھے دو فرزند (فخر الدین، حسام الدین) اور بہت سے خلفاء کرام
وڑے۔ خلفاء کرام میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ، شیخ حمید
ین ناگوری علیہ الرحمۃ بہت مشہور ہیں۔ سلسلہ کا اجرا خواجہ قطب الدین بختیا
ی علیہ الرحمۃ سے ہوا۔

اثرات:۔

۔ ڈاکٹر محمد حسین للہی فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ کا عین مرکز حکومت میں قیام فرما کر تبلیغ اسلام کرنا حضرت خواجہ کی اولو
زمی، بلند ہمتی اور بلند نظری کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت خواجہ اور آپ کے خلفاء کی کوششوں
اس ملک میں اسلام کو وسیع اشاعت بلاشبہ بعد کی نسلوں پر احسان عظیم ہے۔

۔ مولانا غلام علی بلگرامی فرماتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگان سلسلہ چشت کا ملک ہندوستان پر حق قدیم ہے۔

۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین، سراج السالکین خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری
ند الولی عطاء رسول ثم اجمیری قدس سرہ العزیز کہ۔۔۔۔۔ اولیاء و کبریٰ مشائخ
شت سے ہیں۔ اوصاف حمیدہ اور کرامات عجیبہ مشہور ہیں۔

۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خواجہ بزرگ معین الدین والدین والملۃ حسن الحسینی سنجری قدس سرہ کو سر حلقہ
شائخ، کبار و اقدم سلسلہ چشتیہ ایں دیار است۔

○۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

ان دنوں اجمیر راجپوت سامراج کا مضبوط مرکز اور ہندوؤں کا مذہبی گڑھ تھا دور دور سے ہندو اپنی مذہبی رسومات پوری کرنے کے لئے وہاں جمع ہوتے تھے۔ ایک ایسے زبردست سیاسی مذہبی مرکز میں قیام کا فیصلہ نہ صرف خواجہ علیہ الرحمۃ کے عزائم کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ ان کی غیر معمولی خود اعتمادی کا بھی آئینہ دار ہے۔

○۔ شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں۔

آپ کا شمار اکابر ارباب تصوف اور عظیم مشائخ طریقت میں ہوتا ہے۔ آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ فقر وفاقہ میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ اور علوم ظاہری و باطنی میں بینظیر تھے۔ آپ نائب رسول اور سلطان الہند کے خطاب سے نوازے گئے۔

○۔ صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں۔

آپ کے وصال کے وقت آپ کی پیشانی پر سبز حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ ''حبیب اللہ مات فی حب اللہ'' (اللہ کا حبیب جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فوت ہوا)

○۔ صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں۔

آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب امام الطریقت صاحب ریاضت ومجاہدہ حنفی المذہب شیخ عثمانی ہارونی کے مرید وخلیفہ تھے۔ ہندوستان میں دین اسلام آپ ہی کے طفیل سے مشہور ومنتشر ہوا۔

○۔ صاحب معین الارواح لکھتے ہیں۔

تبلیغ اسلام کے لئے نہ کبھی آپ نے تلوار اٹھائی نہ برسر منبر کوئی وعظ کیا مگر لوگ آپ کے فیض صحبت سے خود بخود مشرف باسلام ہوئے ان میں اس گروہ کے افراد بھی تھے

جو چھوت چھات کی وجہ سے مسلمانوں کی پرچھاؤں تک سے پرہیز کرتے تھے نہ آپ کی زبان فارسی جانتے تھے نہ وہ پہلے سے آپ کی شخصیت اور آپ کے نیک کردار سے واقفیت رکھتے تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ نووارد اجنبی شخص کون ہے؟ اور کس خصلت کے ہیں تاہم وہ آپ کے فیض صحبت سے متاثر ہو کر خود مشرف باسلام ہوئے اور ان خدمات کے پیش نظر آپ نے ہند الولی اور نائب رسول فی الہند کے خطابات پائے۔

○۔ صاحب خواجگان چشت لکھتے ہیں۔

آپ ہی وہ بزرگ ہیں جن کی قدموں کی برکت سے ہندوستان میں دین اسلام پھیلا۔ ہندوستان میں آپ امام الطریقت، خواجہ غریب نواز، ولی الہند کے لقب سے ملقب ہوئے۔

○۔ نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

معین الدین چشتی سنجری، زبدۃ الاولیاء، قدوۃ الاصفیاء از غائب محتاج شد

(شمع انجمن صفحہ نمبر ۴۲۶)

تصانیف:۔

گنج اسرار: (فارسی) ، الہامات خواجہ معین الدین: یہ کتاب قلمی دیوبند کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ بلند مضامین کی حامل ہے۔، انیس الارواح: حضرت خواجہ غریب نواز نے اس میں اپنے پیر ومرشد کی مجالس کا حال لکھا ہے۔، کشف الاسرار: خواجہ صاحب نے ہندوستان تشریف لانے کے بعد یہ رسالہ طالبان حق کے لئے مرتب فرمایا۔، رسالہ تصوف (منظوم) قلمی: علم تصوف پر آپ کا یہ رسالہ بہت بلند مضامین کا حامل ہے۔ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ اس سے آپ کی شاعری اور تعلیم تصوف پر کافی روشنی پڑتی ہے۔، رسالہ آفاق والنفس: یہ رسالہ بھی خواجہ صاحب کا مصنفہ ہے اس کا ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس

لائبریری لندن میں موجود ہے۔

اقوال زریں:۔

o۔اہلِ عرفان یادِالٰہی کے سوااور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے۔

o۔عارف سے ادنیٰ بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ملک ومال سے بیزار ہو جاتا ہے۔

o۔اگر دوست کی دوستی میں دونوں جہان بخش دیے جائیں تب بھی کم ہے۔

o۔جب اللہ تعالیٰ اپنی رضا کسی شخص کو دیدے تو وہ بہشت کا کیا کرے۔

o۔گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل وخوار کرنا۔

o۔نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے۔

o۔عارف دنیا کا دشمن اور خدا کا دوست ہوتا ہے۔

o۔اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کی دوستی نے خاموش کر رکھا انہیں عالم۔۔۔کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

o۔جس دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اس کی جان کو قرار حاصل ہوتا ہے۔

o۔درویشی اس کا نام ہے کہ جو آئے اسے محروم نہ کیا جائے۔اس کا حال پوچھ کر دل کرے۔

o۔اللہ تعالیٰ سے دوستی اس طرح ہوتی ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا سے دشمنی رکھے یعنی دنیا و نفس سے۔

o۔حقیقتاً متوکل وہ ہے جو خلقت کے آزار ورنج پہنچانے پر نہ کسی سے شکایت کر حکایت۔

o۔توبہ کے چند مقامات ہیں۔

۱۔ جاہلوں سے دور رہنا۔۲:۔ باطل کو ترک کرنا۔۳:۔ منکروں سے روگردانی کرنا۔۴:۔ محبوب سے محبت رکھنا۔۵:۔ خیرات کرنا، توبہ کو درست کرنا اور مظالم کو رد کرنا۔

o۔اہل محبت وہ لوگ ہیں جو صرف حق تعالیٰ کی بات سنتے ہیں۔

o۔دل وہ ہے جو اپنے حال سے خالی ہو اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو۔

o۔اے غافل! اسی سفر کا توشہ اختیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی سفرِ آخرت کا۔

o۔سب سے اچھا وہ وقت ہے جبکہ وسواس نفس نہ ہوں اور خلقت سے رہائی حاصل ہو۔

o۔یقین ایک نور ہے جس سے انسان منور ہوتا ہے۔

o۔علم محیط ہے اور معرفت اس کا جز، پس خدا کہاں اور بندہ کہاں۔

o۔جس کو خدا دوست رکھتا ہے اس پر بلا نازل کرتا ہے۔

o۔عارف وہ ہے جو سوائے ذکرِ حق کے کسی کو دوست نہیں رکھتا۔

o۔درویش میں اتنی قوت باطنی ہونی چاہیے کہ اگر سننے والا حکایت اولیاء میں شک کرے تو اس مشاہدہ کرا کر قائل کر دے۔

o۔جب تک مرشد کی تربیت حاصل نہ ہوگی منزل تک نہیں پہنچے گا۔

o۔دنیا فانی ہے اور کار ہائے دنیا لایعنی ہیں۔[1]

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی قدس سرہ

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین احمد قدس سرہا اوش (ماوراء النہر) میں پیدا ہوئے۔ سادات حسینی میں سے تھے۔ ابوحفص اوشی سے تعلیم حاصل کی پھر بغداد کا سفر کیا اور خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔

[1] معین الارواح: نواب محمد خادم حسن شاہ اجمیری طبع ۱۹۵۶ء اجمیر ۔تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۴۲، طبع کراچی۔ o۔اخبار الاخبار صفحہ ۲۲۔ بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

آپ نے ماہ رجب ۵۱۲ھ میں شہر بغداد امام ابوالليث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمود اصفہانی کی موجودگی میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔کافی عرصہ تک بغداد میں ریاضت شاقہ میں مشغول رہے اور خواجہ بزرگ کے لطف وکرم سے آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں سلوک تمام کرلیا۔رشد وہدایت کے مقام پر پہنچ گئے۔اور خلافت سے بہرور ہوئے ازاں بعد آپ اپنے مرشد کے حکم سے برصغیر پاک وہند میں آئے اور ملتان سے ہوتے ہوئے دہلی گئے۔دہلی میں اس وقت شمس الدین التمش حکمران تھا اس نے آپ کی بہت قدرو منزلت کی۔آپ نے پہلے کیلوکھڑی (مضفات دہلی) میں قیام کیا پھر بادشاہ کے اصرار پر دہلی کی مسجد عزالدین میں مقیم ہوگئے۔سلطان نے آپ کو منصب شیخ الاسلام پر فائز کرنا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ کیا اور گمنامی کی زندگی اختیار کی۔لیکن بہت جلد آپ نے اپنے حسن واخلاق سے شہر کے اکابر واصاغر اور عوام وخواص کو اپنا گرویدہ بنالیا۔اور اسی عقیدت کی وجہ سے آپ آخر دم تک دہلی میں مقیم رہے۔آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ ۱۲۳۵ء/۶۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔مزار مبارک دہلی میں ہے۔

خلفاء کرام :۔ شیخ محمود نہر والا، قاضی عماد، شیخ فرید الدین گنج شکر (م ۶۶۴ھ) شیخ بدرالدین غزنوی (م ۶۵۷ھ) خواجہ سید صغریٰ بلگرام۔آپ کے ملفوظات شیخ فریدالدین

باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ۔تذکرۃ اولیاء برصغیر صفحہ ۲۲ طبع لاہور، مرزا محمد اختر دہلوی۔حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۳۷ طبع لاہور، ۱۹۷۶ء۔خواجگان چشت، مولوی منیر احمد لکھنوی صفحہ ۱۵ طبع کراچی۔حدائق الحنفیہ صفحہ ۲۲۷ طبع لاہور فقیر محمد جہلمی۔مناقب المحبوبین صفحہ ۵۷، حاجی نجم الدین سلیمانی۔اقتباس الانوار، شیخ محمد اکرم قدوسی، صفحہ ۳۴۴ طبع لاہور۔خواجہ معین الدین اجمیری، ازمولانا معین الدین اجمیری

۔۔۔سعود علیہ الرحمہ نے ''فوائد السالکین'' کے نام سے جمع کئے ہیں۔

تاثرات :۔

○۔جناب خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

قطب صاحب کا دہلی میں قیام کرنا چشتیہ سلسلہ کے حق میں بہت مفید ثابت ہوا۔ دہلی اب اسلامی ہند کا قلب وجگر بن چکی تھی۔وہ تمام عناصر جو آئندہ صدی میں مسلمانوں کو دینی اور ثقافتی زندگی پر اثر انداز ہونے والے تھے یہاں موجود تھے ان ہی میں سے چشتیہ سلسلہ کی تحریک کو کامیاب بنانے کا سامان مہیا کرتا تھا۔قطب صاحب نے دارالسلطنت کے مہلک اثرات سے اپنا دامن بچایا۔لیکن ساتھ ہی ساتھ یہاں کے حالات سے پورا فائدہ اٹھایا اور تصوف کے خیالات ہر طبقہ کے کانوں تک پہنچائے۔

○۔شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ ''خیر المجالس'' میں فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو حفص کے فیض صحبت سے حضرب قطب الاقطاب کو تہذیب واخلاق ظاہر وباطنی اور ارادت شریعت وطریقت بکمال حاصل ہوئی۔اور آپ کا ظاہر وباطن آراستہ وپیراستہ ہوگیا۔

○۔شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا شمار نازنینان بارگاہ کبریا وسادات اولیاء میں ہوتا ہے۔آپ مقام ترک وتجرید میں راسخ اور ریاضت ومجاہدات میں بینظیر تھے

○۔ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔

قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی قطب آفاق ہوئے شیخ علی الاطلاق ہیں۔قطب المشائخ بالاتفاق ہیں۔

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی خلیفہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی است۔ از اکابر اولیا، اجلہ اصفیاء است الخ۔ ۱

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ

موصوف ۵۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام مسعود اور لقب فرید الدین ہے اور گنج شکر بھی آپ کو کہتے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ پدری امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے کابل کی لڑائی میں آپ کے مورث اعلیٰ نے شہادت پائی۔ آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب فاروقی مع تین لڑکیوں اور سامان کے لاہور تشریف لائے۔ لاہور سے قصور تشریف لے گئے ان کو کھتوال کا قاضی مقرر کیا گیا وہ کھتوال میں رہنے لگے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بارہ سال (۱۲) کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ پندرہ (۱۵) سال کی عمر میں ملتان شریف تشریف لائے اور مولانا منہاج الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ الرحمۃ سے فقہ کی مشہور کتاب ''نافع'' پڑھی اور علوم دینیہ حاصل کیے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ سال قیام فرمایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو اور منطق وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ ۵۹۰ھ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے

۱ اخبار الاخیار صفحہ ۲۵، تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱۵۴، اقتباس الانوار صفحہ ۳۱۹، تذکرہ اولیاء غیر صفحہ ۷۴، مناقب المحبوبین صفحہ ۴۰، دلی کے بائیس خواجہ صفحہ ۱۳، طبع لاہور ۱۹۸۲ء، ڈاکٹر شارب

بعد ازاں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ ریاضت، عبادت، مجاہدہ، فقر و ترک و تجرید میں بے نظیر تھے۔ صائم الدہر تھے۔ شہرت پسند نہ فرماتے۔ آپ کو استغراق بہت تھا۔ تحمل بردباری، قناعت، توکل، ورع، عشق، ذوق وشوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔

اقوال زریں:۔

۱۔ آدمیوں میں سب سے محتاج قناعت کو ترک کرنے والا ہے۔ ۲۔ تصوف مولیٰ کی رضا اور دوستی کا نام ہے۔ ۳۔ زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہے۔ ۴۔ اگر زندگی ہے تو علم میں ہے اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو محبت میں ہے۔ اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے

روحانی مجربات:۔

۵۔ جو شخص ستر بار سورۃ انعام پڑھے اس کا مقصد حاصل ہو۔ ۵۔ جو شخص ''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' پڑھے غم سے نجات پائے گا۔

تاثرات:۔

۵۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب دہلوی لکھتے ہیں۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر برہان الشریعت ہیں۔ سلطان الطریقت ہیں۔ گنج حقیقت ہیں خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اے فرید الدین اللہ تعالیٰ نے تیرے وجود کو شکر بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تجھ کو ہمیشہ میٹھا رکھے گا۔ دوسری وجہ:۔ ایک دن ایک سوداگر بیلوں پر شکر لادے جارہا تھا آپ نے شکر طلب کی ان سے کہا نمک ہے۔ آپ نے فرمایا نمک ہوگا۔ منزل مقصود پر پہنچا تو نمک تھا۔ پشیمان ہوا اور واپس آکر دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے فرمایا شکر ہوجائے گی۔ چنانچہ وہ نمک شکر ہوگیا۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

آپ سلطان الواصلین، حق کی برہان، فنافی الذات مطلق تھے۔ تمام مشائخ ان کے کمال وعرفان محویت اور وجدان پر متفق ہیں۔

o۔ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔

شجرہ بوستان معین وجود روحی، ثمر نونہال مددی، بہ ہستی ذات مطلق موجود، قطب اکبر، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود قدس سرہٗ۔

o۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

شیخ فرید الدین قدس سرہٗ خلیفہ خواجہ قطب الدین است واز خواجہ بزرگ معین الحق والدین نیز نعمت یافتہ از اعیان اولیاء وارکان ایشان ست الخ۔

o۔ مولوی محمد منیر لکھنوی لکھتے ہیں۔

آپ خواجگان چشت میں بڑے پائے کے بزرگ ہیں۔ آپ نے بہت عمر ریاضت ومجاہدے اور فقر وتجرید میں گذاری۔

o۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بابا فرید الدین نے اپنی روحانی عظمت، کردار کی بلندی اور دردمندی خلق سے سلسلہ چشتیہ کو چار چاند لگا دیئے۔ ان کے زمانہ میں سلسلہ کے اثرات نے گوشہ میں سلسلہ چشتیہ کی خانقاہیں قائم کردیں۔

o۔ ڈاکٹر محمد حسین للہی لکھتے ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں سلسلہ چشتیہ کی بنیاد تو خواجہ معین الدین حسن چشتی نے رکھی لیکن اس کی ملک گیر اشاعت وترقی حضرت خواجہ فرید الدین اور آپ کے خلفاء کے ذریعے سے ہوئی۔

o۔ مولانا معین الدین اجمیری لکھتے ہیں۔

اجودھن میں رہ کر ان کو سلسلہ کا کام کرنے کا اچھا موقع ملا۔ ان کے اثرات پنجاب تک ہی نہیں بلکہ شمالی ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچے۔ اور دور دور سے لوگ ان کی خدمت میں آنے لگے دہلی میں ان کے تقدس کی اتنی شہرت ہوئی کہ شیخ نظام الدین ان کے نادیدہ عاشق ہوگئے۔

خلفاء کرام:۔

آپ کے خلفاء کرام میں درج ذیل خلفاء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ ۲۔ شیخ بدرالدین اسحاق علیہ الرحمۃ ۳۔ شیخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمۃ ۔ شیخ علی احمد صابر علیہ الرحمۃ ۔۵۔ شیخ عارف علیہ الرحمۃ۔ آپ کی وفات ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء میں ہوئی۔

مزار مبارک پاکپتن شریف میں مرجع خلائق ہے۔ [۱]

۱۔ خواجہ سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء، ڈاکٹر محمد حسین للہی صفحہ ۷۹، طبع لاہور ۱۹۷۹ء۔ o۔ مناقب المحبوبین از حاجی نجم الدین سلیمانی صفحہ ۶۴ طبع لاہور ۱۹۷۹ء۔ o۔ تاریخ مشائخ چشت، از خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۵۷، طبع کراچی ۱۹۵۳ء۔ o۔ خواجگان چشت، مولوی منیر احمد لکھنوی صفحہ ۲۷، طبع کراچی۔ o۔ اخبار الاخیار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۵۲، طبع سکھر (فارسی) o۔ اقتباس الانوار صفحہ ۴۲۸، از محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ۔ طبع لاہور۔ o۔ تذکرۃ اولیائے برصغیر، مرزا محمد اختر بیگ طبع لاہور۔ o۔ تذکرہ اولیائے پاک وہند، صفحہ ۵۰، طبع لاہور۔ o۔ خواجہ معین الدین اجمیری از مولانا معین الدین اجمیری صفحہ ۳۰ طبع لاہور۔

سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہٗ

آپ کا نام محمد اور لقب نظام الدین ہے۔ اور والد گرامی کا نام سید احمد ہے

خواجہ نظام الدین ۶۳۶ھ/۱۲۳۴ء میں بدایوں میں پیدا ہوئے ۔ بچپن میں ہی والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۔ والدہ محترمہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا ۔ ابتدائی تعلیم بدایوں میں مولانا علاؤالدین اصولی سے حاصل کی ۔ پھر سولہ سال کی عمر میں دہلی کا رُخ کیا ۔ اور مولانا شمس الدین خوارزمی کے حلقہ درس میں شامل ہو کر دینی علم کی تکمیل کی ۔ اور علم حدیث کی تکمیل شیخ محمد بن احمد المار یکلی مشہور بہ کمال الدین زاہد سے کی ۔ [1]

(م ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) کی خدمت میں کی ۔ دینی تعلیم ختم کرنے کے بعد آپ نے خواجہ فرید الدین گنج شکر کے دست مبارک پر ۶۵۵ھ میں بیعت کی ۔

ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے ۔ اس دوران مُرشد کامل سے تصوف کی مشہور کتابیں ''عوارف المعارف'' مصنفہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ، اور ''تمہید'' مصنفہ ابو شکور سالمی پڑھیں اور قرأۃ کی تعلیم بھی حاصل کی ۔ اس کے بعد آپ کو ۶۵۶ھ میں خرقہ خلافت عطا ہوا ۔ مرشد کی وفات کے بعد دہلی چلے گئے ۔ ابتداء میں شہر دہلی کے مختلف مقامات پر رہے آخر کار محلہ غیاث پورہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی ۔ سماع کا ذوق رکھتے تھے برصغیر پاک و ہند کے اطراف سے طالبان خُدا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے ۔ امرأ علماء اور فضلاء نے آپ کے آستانہ بوسی کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا ۔

خلفاء کرام :۔

۱:۔ شیخ برہان الدین غریب (م ۷۴۱ھ) حیدر آباد دکن میں سلسلہ چشتیہ کی اشاعت کی ۔

۲:۔ شیخ سراج الدین معروف بہ اخی سراج (م ۷۵۸) بنگال میں سلسلہ کی اشاعت کی ۔

۳:۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی (م ۷۵۷ھ) دہلی میں آپ کے جانشین ہوئے ۔

---

[1] خواجہ نظام الدین دہلوی نے حدیث کی ایک کتاب مشارق الانوار کی سند ان سے حاصل کی ۔ انہوں نے مولانا برہان بلخی سے اور انہوں نے مصنف کتاب سے ۔ (ثانی)

۴:۔ شیخ قطب الدین منور ہانسوی علیہ الرحمۃ ۔ ۵:۔ خواجہ حسام الدین ملتانی علیہ الرحمۃ ۶:۔ مولانا شمس الدین محمد بن یحیٰ علیہ الرحمۃ ۔ ۷:۔ مولانا فخر الدین زرادی علیہ الرحمۃ ۔ ۸:۔ مولانا علاؤالدین نیلی علیہ الرحمۃ ۔ ۹:۔ شیخ وجیہ الدین پائلی علیہ الرحمۃ ۔ ۱۰:۔ شیخ لطیف الدین دریا نوش علیہ الرحمۃ ۔ ۱۱:۔ امیر حسن علا سنجری علیہ الرحمۃ ۔ ۱۲۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ ۔ شیخ شہاب الدین امام علیہ الرحمۃ ۔

تأثرات :۔

○ ۔ صاحب تاریخ مشائخ چشت لکھتے ہیں ۔

حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا ۔ امیر و غریب عارف و عامی، شہری اور دیہاتی، بوڑھے اور بچے سب ہی اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۔ جو شخص جس وقت آتا اسی وقت باریابی کی اجازت دی جاتی ۔

○ ۔ مصنف تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں ۔

اسی زمانہ میں شیخ الاسلام نظام الدین نے بیعت عام کا دروازہ کھول رکھا تھا ۔ وہ گناہ گاروں کو خرقہ پہناتے تھے اور ان سے توبہ کراتے تھے ۔

○ ۔ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں ۔

حضرت سلطان المشائخ تمام مقامات غوثی، قطبی اور فردانیت سے گذر کر مرتبہ محبوبیت پر فائز تھے ۔

○ ۔ صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں ۔

آپ جیسے اسرار طریقت و حقیقت میں ولی کامل و مکمل تھے ۔ ویسے ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو، معانی اور ادب میں فاضل اجل عالم اکمل تھے ۔ آپ کی کرامات

وخوارق وعادات سے بھری پڑی ہیں۔ ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی داغ بیل حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں پڑی۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے اسے منظم کیا۔ اور شیخ نظام الدین اولیاء نے اسے معراج کمال تک پہنچایا

○۔ صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں۔

اس طرح علاؤالدین خلجی کے دور میں اولیاء اللہ، علمائے کرام اور مشائخ کا جیسا گروہ تھا ویسا مقدس گروہ دہلی میں کسی اور زمانہ میں نہیں ہوا۔ ان مشائخ میں حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیاء، علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ جو اپنے تقدس و بزرگی کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہیں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ علاؤالدین کے عہد میں اپنے انوار باطنی سے خلق خدا کو فیض یاب کرتے رہے۔ ہر سال محرم کی پانچ تاریخ سے لیکر دسویں (۱۰) تک حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ میں ان کے پیر و مرشد حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشے اور ہر مقام کے لوگ شرکت کرتے تھے۔

○۔ صاحب تذکرہ علمائے ہند لکھتے ہیں۔

شیخ نظام الدین اولیاء، شیخ فرید الدین گنج شکر کے خلیفہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب تھے ۷۲۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک پرانی دتی میں شاہ جہاں آباد سے تین کوس جنوب کی طرف جسے آج کل بستی نظام الدین کہتے ہیں مرجع خلائق ہے۔ [1]

---

[1] ○۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۶۸، ○۔ خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۲۔

○۔ خواجہ سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۲، ○۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۵۲۱۔

○۔ تاریخ فرشتہ از محمد قاسم فرشتہ۔ صفحہ ۳۷۶، جلد اول طبع لاہور (اردو)

○۔ اقتباس الانوار صفحہ ۳۷۳۔ ○۔ تاریخ مشائخ چشت، صفحہ ۱۷۱۔ دہلی کے بائیس خواجہ صفحہ ۱۱۲

○۔ ڈاکٹر شارب لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب رب العالمین ہیں۔ خواجہ راستین ہیں۔

چراغ دہلوی قدس سرہٗ

آپ کا اسم گرامی محمود اور لقب نصیر الدین چراغ ہے۔ والد کا نام یحییٰ بن عبد اللطیف ہے اودھ میں پیدا ہوئے۔

○۔ مولانا عبد الکریم۔ علیہ الرحمۃ ○۔ مولانا افتخار الدین محمد گیلانی علیہ الرحمۃ ○۔ قاضی محی الدین کاشانی دہلوی علیہ الرحمۃ

اور دیگر علماء کرام سے اکتساب فیض کیا۔ پینتیس سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے مجاہدہ وعبادات میں مشغول ہوگئے۔ چالیس سال کے بعد تعلیم روحانی کے لئے حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ایک عرصہ تک ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔ شیخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد سلسلہ چشتیہ کے مرکزی نظام کو حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے سنبھالا۔ ان میں اپنے پیر و مرشد کی بہت سی خوبیاں تھیں مصنف سیر الاولیاء کا بیان ہے۔ جو خوشبو سلطان المشائخ کی مجلس سے آتی تھی وہی خوشبو نصیر الدین محمود کی مجلس سے کاتب الحروف کے مشام جان تک پہنچی ہے۔ آپ کو اپنے زمانہ میں بہت سے مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر آپ کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہ آیا۔ بلکہ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہے۔ اور اپنے پیر کے حکم سے سر مو انحراف نہ کیا۔ آپ مہر و وفا کا مجسمہ اور اخلاق کا پیکر تھے۔ آپ کی خانقاہ میں عقیدت مندوں کا یہ حال تھا کہ آپ کو سونے کا وقت نہ ملتا تھا۔ ایک دن جب چراغ تیل کی کمی کی وجہ سے بجھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا

اس میں پانی ڈال دو۔ آپ کی کرامت سے وہ چراغ روشن رہا، دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کے پیرومرشد نے یہ لقب آپ کو عطاء کیا تھا۔ اس وجہ سے آپ کو چراغ کہتے ہیں۔

خلفاء کرام:۔

o۔ شیخ کمال الدین علامہ علیہ الرحمۃ o۔ شیخ زین العابدین علیہ الرحمۃ o۔ سید محمد گیسودراز علیہ الرحمۃ o۔ شیخ محمد ساوی علیہ الرحمۃ o۔ صدرالدین طبیب دولہا علیہ الرحمۃ o۔ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین علیہ الرحمۃ o۔ خواجہ معین الدین خورد علیہ الرحمۃ o۔ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ o۔ شیخ سراج الدین بن کمال الدین علامہ علیہ الرحمۃ o۔ قاضی عبدالمقتدر علیہ الرحمۃ ۷۵۷ھ/۱۳۶۵ء۔ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک پرانی دتی میں واقع ہے۔

تأثرات:۔

o۔ صاحب تذکرہ علماء ہند لکھتے ہیں۔

آپ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کے مرید خلیفہ اعظم اور دہلی کے صاحب ولایت تھے

o۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

حضرت چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہے اور ہمت واستقلال کے ساتھ کام کرتے رہے۔ باد مخالف کے بہت سے تیز وتند جھونکے آئے اور سلطان وقت محمد بن تغلق نے انہیں طرح طرح سے پریشان کیا لیکن انہوں نے اپنے پیر کے حکم سے سرموانحراف نہ کیا۔

o۔ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ـ خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی ہے　　ذرہ گوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء

o۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

شیخ نصیر الدین محمود اشہر واعظم خلفائے شیخ نظام الدین اولیاء ست وصاحب سیر ووارث احوال وولایت دہلی بعد از شیخ نظام الدین بوی انتقال یافت وبغایت اتباع شیخ داشت وطریقہ او فقر وصبر ورضا وتسلیم بود۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

حضرت قدوۃ عارفاں، زبدۃ کاملاں، حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہٗ کہ اصحاب اعظم واحباب اکرام واکبر خلفائے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے تھے۔ عابد عظیم زاہد کریم کہ حالات عالیہ ومکاشفات جلیلہ رکھتے تھے۔ ولایت دہلی میں بعد رحلت حضرت سلطان المشائخ بنام حضرت قرار پائی۔ طریقہ آپ کا صبر وشکر فکر وفاقہ رضا وتسلیم تھا۔ [1]

o۔ ڈاکٹر شارب لکھتے ہیں۔

آپ خاندان چشت کے روشن چراغ ہیں۔ آپ مرد میدان دین ہیں اور فرد میدان یقین ہیں

حضرت شیخ کمال الدین علامہ قدس سرہٗ

آپ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خواہرزادہ اور خلیفہ ہیں۔ والد کا نام عبد الرحمٰن بن محمد بن عمر فاروقی ہے۔ آپ کو خواجہ نظام الدین اولیاء نے بھی خرقہ خلافت عطا فرمایا

---

[1] تذکرہ اولیاء برصغیر صفحہ ۱۷۱۔ o۔ اخبار الاخیار صفحہ ۸۰ (فارسی) تاریخ چشت صفحہ ۱۸۲۔ o۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۴۹۔ o۔ خواجہ معین الدین اجمیری صفحہ ۵۲۔ o۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۵۱۸۔ o۔ اقتباس الانوار صفحہ ۴۸۸۔ o۔ دلّی کے بائیس خواجہ صفحہ ۱۴۶، طبع لاہور ۱۹۸۲ء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب دہلوی۔ o۔ سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر صفحہ ۳۶۵۔ o۔ سیر الاولیاء صفحہ ۲۴۱، از امیر خورد۔

علم وفضل کی وجہ سے علامہ مشہور ہوئے۔ سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ برسوں دہلی میں رہنے کے بعد گجرات (کاٹھیا
تشریف لے گئے۔ اور سلسلہ چشتیہ کی اشاعت کی۔ آخری عمر میں پھر دہلی لوٹ آئے۔
اشاعت دین میں مشغول ہوئے۔ ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء کو وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی میں

٥۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

آپ علوم دینی اور حدیث وفقہ، اصول، معقول ومنقول وغیرہ میں یگانہ روزگار تھے۔ ای
ے، علامہ کا خطاب پایا۔ علم تصوف خوب جانتے تھے۔ ہزاروں طلبہ اکتساب علم کرتے

٥۔ آپ علوم حدیث وتفسیر وفقہ واصول میں یگانہ زمانہ تھے اس لئے علامہ کے خطاب
مخاطب ہوئے۔ اور خواجہ نصیر الدین محمود دہلوی سے خرقہ خلافت پہن کر احمد آباد، گج
تشریف لے گئے اور وہاں قبولیت عظیم پائی۔

٥۔ صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں۔

خواجہ نصیر الدین دہلوی کے بھانجے اور خلفیہ تھے۔ احمد آباد گجرات پہنچے اور
مخلوق کے ہدایت وافادہ میں مشغول رہے۔ ۱؎

شاگردان:۔

۱:۔ حضرت مخدوم جہانیاں ۔۲:۔ مولانا عالم سنگریزہ ملتانی

۳:۔ مولانا احمد ۔۴:۔ مولانا عالم پانی پتی

حضرت شیخ سراج الدین چشتی نظامی علیہ الرحمہ، حضرت شیخ کمال الد

۱؎ ٥۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۱۷۔ ٥۔ حدائق الحنفیہ صفحہ ۳۱۵۔ ٥۔ خواجہ محمد سلیمان تونسوی
[illegible] صفحہ ۷۷۔ ٥۔ تذکرہ اولیاء برصغیر صفحہ ۱۸۰۔ ٥۔ تذکرہ علماء ہند صفحہ ۴۰۰۔

علامہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ اور اپنے والد ماجد کے قائم مقام مرید اور خلیفہ تھے۔
علوم ظاہری وباطنی کے عالم تھے۔ آپ گجرات (کاٹھیاوار) ہی میں رہے۔ اور سلسلہ عالیہ
چشتیہ کی خوب اشاعت کی۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے سات ہزار سکہ دکنی آپ کی خدمت
میں بھیج کر دکن بلوایا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ آپ کا ایک دیوان بھی ہے۔ آپ کی ایک غزل
کا مقطع یہ ہے۔

بار دیگر ہم ہمیں گو ہم سراج ‌‌ ‌‌ قبلہ من نیست الا روئے دوست

وصال مبارک:۔ ۲۱، جمادی الاول ۸۱۷ھ/ ۸، اگست ۱۴۱۴ء میں ہوا۔ مزار مبارک قلعہ
[illegible]ان پٹن (نہر والہ گجرات) میں ہے۔

خلفاء کرام:۔ آپ کے خلفاء بے شمار تھے مگر آپ کا سلسلہ دو بیٹوں شیخ علم الدین علیہ
الرحمۃ اور شیخ مجد الدین علیہ الرحمۃ سے جاری ہوا۔

٥۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

خلیفہ اعظم و پسر بزرگ حضرت مولانا کمال الدین علامہ کے تھے۔ صاحب کشف وکرامت
عشق محبت ذوق وشوق اور زہد وتقویٰ تھے۔ مگر اپنی کرامات کو بہت چھپاتے تھے۔ ۱؎

حضرت شیخ علم الدین چشتی نظامی قدس سرہٗ

موصوف اپنے والد ماجد حضرت شیخ سراج الدین کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت

۱؎ ٥۔ تذکرہ اولیائے برصغیر صفحہ ۱۸۳۔ ٥۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۷۲۔ ٥۔ حضرت خواجہ محمد
سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۷۔ ۲؎ تذکرہ اولیائے برصغیر صفحہ ۲۴۶۔ مناقب
المحبوبین صفحہ ۷۴۔ خواجہ محمد سلیمان اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۸۔ نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۳۷، جلد ۳، تکملہ
سیر الاولیاء صفحہ ۳۰۔

خواجہ سید محمد گیسودراز نے بھی خلافت سے مشرف فرمایا۔ تمام عمر سلسلہ چشتیہ کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ ۲۶، صفر ۸۹۰ھ/۱۴۸۳ء میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک قلعہ پیران پٹن نہر والا گجرات (کاٹھیاوار) میں ہے۔

خلفاء کرام:۔ آپ کے بے شمار خلفاء تھے مگر آپ کا سلسلہ آپ کے بیٹے حضرت شیخ محمود راجن سے آگے چلا۔

تاثرات:۔

o۔ ڈاکٹر محمد حسین للہی لکھتے ہیں۔

شیخ سراج الدین گجراتی کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ علم و فضل میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور آپ کو صحبت فقراء کا شوق تھا۔ اوّل اوّل نہایت ریاضت شاقہ اور مجاہدہ میں مشغول رہے سترہ برس جنگلوں میں رہے۔ آبادی میں قدم نہ رکھا۔ [۱]

حضرت شیخ محمود راجن قدس سرہٗ

آپ کا نام محمود اور لقب راجن ہے۔ آپ اپنے والد خواجہ علم الدین علیہ الرحمۃ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کو اپنے والد گرامی کے علاوہ:۔

o۔ شیخ ابوالفتح کالپوری علیہ الرحمۃ (مرید و خلیفہ حضرت گیسودراز علیہ الرحمۃ)

o۔ شیخ شہاب الدین احمد لکھنوتی علیہ الرحمۃ ـo۔ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ (جو حضرت محبوب الٰہی کے خلیفہ تھے) o۔ شیخ قاذن خلیفہ شیخ قاضی علم الدین شاطبی علیہ الرحمۃ

۱ o۔ تذکرہ اولیاء برصغیر صفحہ ۲۳۶ ـo۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۷۴ ـo۔ خواجہ محمد سلیمان اور ان کے خلفاء۔ صفحہ ۸۸۔ نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۳۷، جلد ۳، تکملہ سیر الاولیاء صفحہ ۳۰۔

سے بھی خرقہ ہائے خلافت ملے۔ ۲۲، صفر ۹۰۰ھ/۲، دسمبر ۱۴۹۴ء میں وصال ہوا۔

آپ کو پہلے احمد آباد (گجرات) میں خان اعظم خان جہاں کے مدفن کے قریب دفن کیا گیا، مگر پانچ ماہ بعد آپ کے بیٹے شیخ جمال الدین جمن نے آپکے جسد مبارک کو وہاں سے نکال کر پیران پٹن نہر والہ محلہ مبارک پورہ میں دفن کیا۔

صاحب تذکرہ اولیائے برصغیر لکھتے ہیں۔

پاپیادہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر مصر میں بعض اولیاء سے ملے۔ وہاں سے شام آئے۔ بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ ابراہیم بلخی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ وہاں سے روم گئے پھر وہاں سے آکر غوث پاک کے مزار کی زیارت کی۔ وہاں سے فارس، مشہد، بخارا اور قندھار سے ہوتے ہوئے ہندوستان واپس گئے۔

خلفاء کرام:۔

آپ کے خلفاء بہت تھے مگر سلسلہ حضرت شیخ جمال الدین جمن علیہ الرحمۃ سے جاری ہوا۔ [۱]

شیخ جمال الدین معروف بہ شیخ جمن قدس سرہٗ

شیخ محمود راجن کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ آپ کو اپنے والد گرامی کے علاوہ شیخ نصیر الدین ثانی ابن شیخ مجد الدین شیخ سراج دین گجراتی (متوفی ۸۱۷ھ) سے اور شیخ شہاب الدین کھتوی (متوفی ۸۴۹ھ) سے خرقہ ہائے خلافت ملے۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں:۔

حافظ کلام ربانی اور تفسیر آپ کو حفظ تھی۔ نہایت خوش آوازی سے قرآن پڑھتے

۱:۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۷۵، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۸ نزہۃ الخواطر جلد ۲ صفحہ ۳۵، ۴۸، ۱۴۱۔ تذکرہ اولیائے برصغیر صفحہ ۲۴۷۔

تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ دنیا اور اہل دنیا سے متنفر رہتے۔ آپ علوم ظاہری وباطنی کے عالم تھے اور صاحب وجد وسماع تھے۔ ایک دیوان بھی چھوڑا ہے تین غزلوں کا ایک ایک شعر ملاحظہ ہو۔

چوں بدریائے جمالش غوطہ خورد — دین جمن دنیا وعقبی یکیست

گاہ پوشی دلق صوفی گہ قبائے سلطنت — مظہرے سازی دگر از بہر اظہار دگر

فی الجملہ ہر چہ ہست ہمہ حسن روئے تست — گر بنگرم بدیدہ دل در تعینات

آپ ۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء میں فوت ہوئے مزار مبارک احمد آباد (گجرات) کے مضافات میں ہے۔ [1]

شیخ الاتقیاء شیخ حسن محمد قدس سرہٗ

شیخ حسن محمد بن شیخ احمد (المعروف میاں جیو) ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء میں احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ علوم ظاہری، باطنی کے کامل عالم تھے۔ شیخ جمال الدین جمن اور اپنے والد شیخ احمد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

جلال الدین اکبر (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) نے آپ کو بارہ گاؤں کی جاگیر کا پروانہ بھیجا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا جب ہم بارہ گاؤں کے زمیندار ہوئے تو فقیری کہاں۔ یہ بات ہمارے مشائخ کرام کے طریقہ کے خلاف ہے۔ آپ کے بہت سے خلفاء گذرے ہیں مگر سلسلہ شیخ محمد آپ کے فرزند سے جاری ہوا۔

تصانیف:۔ تفسیر قرآن مجید، حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ قوت القلوب، حاشیہ نزہۃ الارواح، رسالہ چہار برادران۔

[1] خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۸، مناقب المحبوبین صفحہ ۷۵، تذکرہ اولیائے برصغیر صفحہ ۲۴۷

تأثرات

o۔ حاجی نجم الدین سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ اپنے والد ماجد کی زندگی میں اتنے مشہور ہوئے گئے تھے کہ لوگ آپ سے بیحد عقیدت رکھتے تھے۔ ۴۱ سال مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

آپ قطب الاقطاب گذرے ہیں۔ عالم متبحر اور علم تصوف سے خوب واقف تھے تربیت مریدین میں یگانہ عصر تھے۔ ترک اور تجرید بڑھا ہوا تھا۔ اور نہایت متقی تھے۔ ۹۸۲ھ میں وفات پائی مزار پر انوار احمد آباد میں ہے۔ [1]

حضرت شیخ محمد چشتی نظامی قدس سرہٗ

آپ کا نام گرامی شمس الدین محمد اور لقب قطب ہے۔ شیخ حسن محمد علیہ الرحمۃ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ جائے ولادت احمد آباد (گجرات) ہے آپ علوم ظاہری وباطنی کے عالم تھے اور صاحب وجد وسماع تھے۔ شاہجہان (۱۶۲۸ء تا ۱۶۴۹ء) نے آپ کی خدمت میں نواب اسلام خاں کے ہاتھ تین لاکھ روپے نقد پانچ گاؤں کی سند اور اپنے ہاتھ کی سلی ہوئی ایک کلاہ چہار ترکی اور ایک عبا بھیجی۔ آپ نے کلاہ تو سید احمد بغدادی کو دیدی۔ عبا ایک سیاح درویش کو دیدی۔ اور نقد روپیہ اسی وقت خانقاہ کے فقراء ومساکین میں تقسیم کردی۔

تصانیف:۔

آپ کی تصانیف سے ۴۲ کتب ہیں۔ جن میں سے درج ذیل کتب مشہور ہیں۔

[1] تذکرہ اولیاء برصغیر صفحہ ۲۸۴۔ خواجہ محمد سلیمان تونسوی اوران کے خلفاء صفحہ ۸۹۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۷۷۔

o۔ آئینہ وجود o۔ طریق الصالحین o۔ آداب العارفین o۔ ہدایت المریدین o۔ تفسیر محمدی

تاثرات:۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

اٹھارہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فراغ حاصل کیا۔ قرآن مجید قرأت سے پڑھتے تھے عوارف شریف (عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ) حفظ یاد تھی علم تصوف میں دستگاہ تھی۔ سات برس سخت مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہ کر فقر کمال کو پہنچا کاشف دقائق اور حقائق و معارف تھے۔ آپ کو افطار کم تھا، سونے چاندی سے نفرت تھی جو کچھ آتا فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کے مشہور خلیفہ آپ کے پوتے شیخ یحییٰ مدنی علیہ الرحمۃ ہیں۔

۱۰۴۶ھ/۱۶۳۰ء میں فوت ہوئے مزار مبارک احمد آباد (گجرات کاٹھیاوار) میں ہے۔ ۱

حضرت شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہ

آپ کا نام محی الدین مدنی اور کنیت ابو یوسف ہے۔ والد گرامی کا نام شیخ محمود علیہ الرحمۃ ہے۔ ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء میں احمد آباد (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ علم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ کچھ عرصہ گجرات (کاٹھیاوار) میں رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۵۹ء تا ۱۷۰۷ء) جب گجرات کی صوبہ داری پر مامور تھا۔ تو شیخ نظام کو شیخ یحییٰ مدنی کی خدمت میں بھیج کر ملاقات کی استدعا کی لیکن شیخ نے معذرت چاہی۔ پھر بھی اورنگ زیب حاضر خدمت ہو گیا۔ شیخ نے فرمایا عنقریب تم کو ہندوستان کی حکومت ملے گی۔ اور تم سے دین اسلام کی اشاعت ہو گی۔ ایک عرصہ کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چودہ

۱ مناقب المحبوبین صفحہ ۹۷، خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۹۔

سال وہاں مقیم رہے۔ ۱۱۰۱ھ/۱۶۸۹ء کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے قبر مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے قریب ہے۔ آپ کی اولاد احمد آباد (گجرات کاٹھیاوار) میں موجود ہے۔ لیکن سلسلہ کا اجرا آپ کے خلیفہ شاہ کلیم اللہ دہلوی سے ہوا۔ موصوف نے گجرات سے دوبارہ دہلی میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا مرکز منتقل کیا۔ اور سلسلہ چشتیہ کے چمن میں دوبارہ بہار آ گئی۔ ۱

تاثرات:۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

ہزاروں اہل عرب و عجم و دیگر ممالک کے لوگ مرید ہوئے۔ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے۔ اور مزار پُر انوار حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی فیضان تھا۔ ذات پاک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہایت محبت سے تھی۔

حضرت شاہ کلیم اللہ دہلوی چشتی نظامی دہلوی علیہ الرحمۃ

شاہ کلیم اللہ بن شیخ نور اللہ صدیقی کے دادا شیخ احمد شاہجہان کے دور (۱۶۲۸ء تا ۱۶۵۸ء) میں خجند (ترکستان) سے دہلی گئے۔ وہ علم نجوم، اقلیدس، ریاضی اور ہیئت میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ اس لئے شاہ جہان نے لال قلعہ کی تعمیر کے لئے ان کو خجند سے بلوایا تاج محل آگرہ اور لال قلعہ دہلی، شیخ احمد نے تعمیر کیا تھا۔ دور مغلیہ سے ان کو "نادر العصر" کا خطاب ملا۔ شیخ احمد کے تیسرے بیٹے شیخ نور اللہ کے فرزند شیخ کلیم اللہ تھے۔ آپ ۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء

۱ مناقب المحبوبین صفحہ ۸۱۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۹۰۔ تذکرہ اولیائے برصغیر صفحہ ۳۲۷۔

میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ گو آپ کے آباء معماری کا کام کرتے تھے۔ لیکن حق تعالیٰ نے کلیم اللہ کو تعمیر قلوب کے لئے منتخب فرمایا۔

آپ جوانی میں ہی تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔ اور تبحر عالم بن گئے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ برہان الدین المعروف بہ شیخ بہلول علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوالرضا الہندی علیہ الرحمۃ کے اسماء گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ شیخ بہلول علیہ الرحمۃ سید محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے تھے ان کے تبحر علمی کی دور دور تک شہرت تھی۔ شیخ ابوالرضا امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) کے تایا تھے۔ تکمیل علم کے بعد آپ عربستان گئے اور مدینہ منورہ میں حضرت شیخ یحیٰ مدنی (گجراتی) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ اور ایک عرصہ تک ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے۔ تکمیل سلوک کے بعد مرشد نے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور برعظیم واپس آکر دہلی میں سلسلہ درس و تدریس اور ارشاد و تربیت شروع کیا۔ دور دراز علاقوں سے طالبان علم اور طالبان حق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کرنے لگے۔ آپ اپنے مریدوں کو ہمیشہ اتباع شریعت کی تلقین فرماتے۔ آپ آخری دم تک اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہے۔ ۲۴، ربیع الاول، ۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۰ء میں وفات ہوئی۔ مزار مبارک دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور خوش مزاج انسان تھے۔ دشمنوں اور مخالفوں سے بھی ناراض نہ ہوتے۔ اور مریدوں کو بھی یہی ہدایت فرماتے کہ لوگوں کی جفا وقفا برداشت کریں۔ سماع کا ذوق رکھتے تھے۔ اور شرائط سماع کا بے حد خیال کرتے تھے اور غیر سلسلہ والے کو شرکت کی اجازت نہیں دیتے تھے

تصانیف:۔ آپ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

o۔ **تفسیر القرآن موسوم بہ قرآن القرآن** (عربی) آپ کی یہ تفسیر فقہ حنفی کے مطابق ہے۔ ۱۲۹۰ھ میں مطبع احباب میرٹھ سے منشی عرفان الحق نے ایک قرآن کریم شاہ

رفیع الدین دہلوی کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا تھا اس کے حاشیہ پر یہ تفسیر بھی چھاپی تھی

عشرہ کاملہ۔ سواء السبیل۔ کشکول۔ تسنیم۔ مرقع کلیمی۔ آپ کے مکتوب سید محمد قاسم علی نے جمع کئے ہیں اس میں ۱۲۳ آپ کے مکتوب ہیں۔

خلفاء کرام:۔ آپ کے مشہور خلفاء کرام درج ذیل ہیں۔

۱۔ شاہ محمد ہاشم۔ ۲:۔ مولانا شاہ ضیاء الدین۔ ۳:۔ مولانا شاہ جمال الدین جے پوری۔ ۴:۔ مولانا شاہ جلال الدین۔ ۵:۔ مولانا شاہ محمد علی۔ ۶:۔ مولانا شاہ عبداللطیف۔ ۷:۔ مولانا حافظ محمد عبداللہ۔ ۸:۔ مولانا عبدالصمد۔ ۹:۔ مخدوم شیخ تھارد۔ ۱۰:۔ بدیع الدین۔ ۱۱:۔ خواجہ مصطفیٰ مراد آبادی۔ ۱۲:۔ سید محمد علی۔ ۱۳:۔ شیخ بدہن۔ ۱۴:۔ حافظ محمود۔ ۱۵:۔ حافظ سعید ۱۶:۔ شاہ اسداللہ۔ ۱۷:۔ قاضی عبدالولی۔ ۱۸:۔ شاہ جلیل قادری۔ ۱۹:۔ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی۔

تاثرات:۔

o۔ صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں۔

آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ اور صاحب وجد سماع۔

o۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

آپ اعظم مشائخ ہند کبرائے اولیاء خاندان چشتیہ نظامیہ تھے۔

o۔ صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں۔

اعظم علماء اور کبرائے مشائخ میں سے تھے۔ دہلی کے علماء و فضلاء سے علوم ظاہری و فنون اسی حاصل کر کے فضیلت و کمالات کی دستار باندھی۔ مدینہ منورہ میں جا کر شیخ یحیٰ مدنی کے بیعت ہوئے اور مدت تک ان کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی فیوض پا کر خرقہ خلافت حاصل کر کے شاہ جہان آباد میں آئے۔ اور درمیان قلعہ و جامع مسجد کے تدریس و تلقین خلائق میں مشغول ہوئے۔

o- پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے رشد وہدایت کی شمع ایسے زمانے میں روشن کی تھی جب ہندوستان کے مسلمان ایک نہایت ہی نازک دور سے گذر رہے تھے۔ سلطنت مغلیہ کا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا۔

o- صاحب تذکرہ علمائے ہند لکھتے ہیں۔

مولوی کلیم اللہ جہان آبادی فاضل تبحر اور شیخ یحیٰی مدنی کے مرید تھے۔ مختلف علوم اور علم حقائق میں معتبر کتابیں لکھیں۔ ۱؎

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ

موصوف شاہ کلیم اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کے نامور خلیفہ تھے۔ آپ کی جائے پیدائش قصبہ کاکوری یا نگراؤں ہے جو لکھنو کے قریب ہے۔ نسباً صدیقی تھے۔ تحصیل علم کے لئے دہلی گئے اور شاہ کلیم اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر دینی علوم کی تکمیل کی۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد حضرت شیخ کلیم اللہ دہلوی کے دست مبارک پر بیعت کی اور ریاضت ومشاہدہ میں مشغول ہوئے۔ تکمیل باطنی کے بعد شیخ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور آپ کو دکن جانے کا حکم دیا۔ شیخ کلیم اللہ دہلوی کے حکم کے مطابق کچھ عرصہ لشکر کے ساتھ رہ کر طالبین خدا کو راہ خدا بتاتے رہے۔ پھر اورنگ آباد (دکن) میں مقیم ہو کر تربیت طالبین میں مشغول ہوگئے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو بڑی مقبولیت نصیب فرمائی، دکن کے اکثر عوام وخواص آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ صاحب وجد وسماع تھے۔

۱؎ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۳۹۷۔ حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۵۷۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۳۶۷
تذکرہ اولیاء برصغیر ۳۳۸۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۸۲۔ خواجہ محمد سلیمان اور ان کے خلفاء صفحہ ۹۲

۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک اورنگ آباد (دکن) میں ہے۔

تصانیف:۔ آپ نے مسائل تصوف پر ایک کتاب "نظام القلوب" تصنیف فرمائی ہے۔

خلفاء کرام:۔ آپ کے بہت سے خلفاء تھے مگر آپ کا سلسلہ مولانا فخر الدین سے جاری ہوا۔

تاثرات:۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

سید محمد گیسو دراز کے بعد سرزمین دکن میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے کسی ایسے جلیل القدر بزرگ قدم نہیں رکھا تھا۔

o- ڈاکٹر ظہور الحسن شارب دہلوی لکھتے ہیں۔

آپ جامع علوم ظاہر وباطنی تھے۔ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سخت پابند تھے۔ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ۱؎

خواجہ فخر الدین دہلوی قدس سرہٗ

خواجہ فخر الدین دہلوی شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ لقب آپ کا محب النبی ہے۔ ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ نسباً صدیقی ہیں۔ جب شاہ کلیم اللہ دہلوی کو آپ کی پیدائش کی خبر ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے والد گرامی کو لکھا کہ اس کا نام فخر الدین رکھا جائے۔ یہ میرا بیٹا ہے جو شاہ جہاں پور (دہلی) کو اپنے نور ہدایت سے منور کرے گا۔

مولانا فخر الدین صاحب کی تعلیم نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ فصوص الحکم، صدرا، شمس البازغہ

۱؎ مناقب المحبوبین صفحہ ۸۷۔ خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۹۵۔ اولیاء برصغیر صفحہ ۳۳۵۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۴۲۷۔ تذکرہ اولیائے پاک وہند صفحہ ۳۳۸۔

وغیرہ کتابیں میاں محمد جان سے پڑھیں۔ جوکہ اپنے زمانہ کے ایک جید عالم تھے ہدایہ کا درس مولانا عبدالحکیم علیہ الرحمۃ سے لیا۔ جو اپنے زمانہ کے مشہور فقہی عالم تھے۔ حدیث کی سند دکن کے ایک مشہور محدث حافظ اسعد الانصاری المکی ثم اورنگ آبادی سے حاصل کی۔ حافظ صاحب شیخ ابراہیم کردی (م ۱۱۰۱ھ) کے شاگرد تھے۔ ۱۲ واسطوں سے جن کا سلسلہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ سے جاملتا ہے۔ شرح وقایہ، مشارق الانوار اور نفحات الانس وغیرہ اپنے والدگرامی سے پڑھیں۔ سپاہ گری اور تیراندازی میں بھی مہارت حاصل کی آپ اپنے والدگرامی حضرت اورنگ آبادی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے والد ماجد کی وفات کے بعد کچھ عرصہ شاہی فوج میں رہے پھر کچھ وقت اورنگ آباد میں گذارا اس کے بعد دہلی چلے گئے اور درس وتدریس کا کام شروع کیا۔ بہت جلد آپ کی شہرت ہوگئی اور طالبان علم وطالبان خدا جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور آخر دم تک آپ کا مشغلہ جاری رہا۔

آپ جامع الصحیح البخاری اور جامع الصحیح المسلم کا درس بڑے اہتمام سے دیتے تھے۔ اس لئے دور دور سے لوگ تحصیل علم کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ہمیشہ متعلقین کو اتباع شریعت وسنت کی تلقین فرماتے۔ آپ کے علم وفضل، اعلیٰ اخلاق اور روحانی کمالات کی وجہ سے دہلی کے بیشتر عوام وخواص آپ کے حلقہ بگوش اور گرویدہ ہوگئے۔ آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ہمعصر تھے۔ شاہ صاحب آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اور آپ کو بھی شاہ عبدالعزیز اور ان کے بھائیوں سے بڑی محبت تھی۔ ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء میں وصال ہوا۔ مزار مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے مزار مبارک کے قریب ہے۔

خلفاء کرام:۔ خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ (م ۱۲۰۵ھ) مولانا جمال الدین رام پوری (م ۱۲۳۲ھ) شاہ نیاز احمد بریلوی (م ۱۲۵۰ھ) سید عماد الدین میر محمدی (م ۱۲۳۲ھ)

سید بدیع الدین (م ۱۲۰۸ھ) مولانا حاجی لعل محمد (م ۱۲۳۹ھ) مولانا ضیاء الدین اور مولانا جمال الدین مشہور ہیں۔

تصانیف:۔ نظام العقائد۔ رسالہ مرجیہ۔ فخر الحسن

نوٹ:۔ فخر الحسن کی شرح مولانا احسن الزمان حیدرآبادی نے قول المستحسن فی شرح فخر الحسن کے نام سے عربی زبان میں لکھی ہے، جس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے۔

تاثرات:۔

○۔ سرسید مرحوم لکھتے ہیں۔

جتنے امراؤ ذوالاقتدار اور سلطان عہد تھے آپ کی بیعت سے مشرف ہوکر آپ ہی کی خاک در کو وسیلہ آبرو اور آپ ہی کے غبار آستان کو تاج عزت واعتبار سمجھتے تھے۔

○۔ مولوی احمد علی مؤلف ''فقر عارفاں'' لکھتے ہیں۔

علم شریعت اور طریقت حاصل کرنے والوں کو اس قدر فیضان وبرکات وحسنات حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئیں کہ کسی دوسرے دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

○۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

دو مدرسے ایسے ہیں جو اس وقت دلی کی جان ہیں ایک مدرسہ رحیمیہ جس میں دربار ولی اللہی سج رہا ہے۔ اور دوسرا اجمیری دروازہ کا مدرسہ جس میں دکن کا ایک نوعمر عالم کسی روحانی اشارے پر آکر اقامت گزیں ہو رہا ہے۔ تقریباً نصف صدی قبل اس نوجوان کے والد کو دہلی کے ایک مشہور بزرگ نے دکن میں تبلیغ واصلاح کے کام کے لئے بھیجا تھا۔

آج اس کا یہ فرزند علم وعرفان کی شمع جلانے کے لئے دین کو چھوڑ کر دہلی چلا آیا ہے۔ دور دور سے لوگ پروانوں کی طرح کھنچ کر اس کے گرد جمع ہو رہے ہیں جب حدیث شریف کا درس دینا شروع کرتا ہے تو سننے والوں پر "فاد سامعہ در موجہ کوثر و تسنیم" کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔
یہ شاہ فخر الدین ہیں۔

٥۔ مرزا محمد اختر نظامی لکھتے ہیں۔

آپ عالم بے بدل اور درویش بے مثل تھے۔

٥۔ حاجی نجم الدین سلیمانی لکھتے ہیں۔

حضرت اورنگ آبادی علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۱۶ سال تھی وصال سے قبل انہوں نے اپنی نعمت باطنی اور خرقہ خلافت آپ کو عطا کیا۔ اس کے بعد آپ نے دن رات محنت سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اور پھر مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہو کر رتبہ کمالات پر پہنچے۔

٥۔ ڈاکٹر محمد حسین للہی لکھتے ہیں۔

اور جذبہ عشق الٰہی آپ کے خمیر میں تھا۔ اس لئے ابتدائے عمر سے ہی زہد و ریاضت کی طرف سے راغب تھے اور آپ کے والد ماجد کو بھی آپ سے بہت محبت تھی۔ ۱

٥۔ مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

مولانا فخر الدین جہان شاہ جہاں آبادی چشتی از علمائے اعلم وعلمائے مشائخ

---

۱ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۹۸۔ مناقب المحبوبین صفحہ ۸۷۔ شرح مجالہ نافعہ۔ عبدالحلیم چشتی صفحہ ۳۰۵۔ طبع کراچی۔ تذکرہ اولیائے برصغیر صفحہ ۳۴۴۔ خزینۃ الاصفیاء۔ اشار الصنادید۔ صفحہ ۳۲۔ قصر عارفاں۔

وکبرائے خلفائے شیخ نظام الدین اورنگ آبادی پدر خود است عالم علوم شریعت وواقف رموز طریقت محرم اسرار حقیقت جامع کمالات ظاہری وباطنی بود۔

مولانا عبدالعلی بحر العلوم (م ۱۲۳۵ھ) نے جب فخر الحسن رسالہ کو دیکھا تو فرمایا کہ حسن اعتقاد کے ساتھ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ بزرگوں نے لکھا ہے حق ہے لیکن یہ تحقیق جو مولانا فخر الدین دہلوی کی ہے ہم کو معلوم نہ تھی۔

(تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۴۷۹، تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۳۰۴)

خواجہ نور محمد مہاروی چشتی نظامی قدس سرہٗ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے بعد پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کی ترقی میں کسی اور بزرگ نے اتنی سعی نہیں فرمائی جتنی اٹھارویں صدی عیسوی اور بارہویں صدی ہجری میں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمائی۔ تونسہ شریف، حاجی پور، کوٹ مٹھن، ملتان، احمد پور، خیر پور، چاچڑاں، مکھڈ شریف، سیال شریف گولڑہ شریف اور تو گیرہ شریف ایسے شہرہ آفاق مقامات کے روحانی چراغ آپ ہی کے فیضان سے فروزاں ہوئے، یہاں تک کہ دیگر سلاسل کے مقابلہ میں سلسلہ نظامیہ فخریہ کی رونق بڑھ گئی۔ گویا کہ چاند اور ستاروں نے آفتاب سے اکتساب نور کیا۔ آپ کا خاندانی نام ہیبل ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام نور محمد سے بدل دیا۔ ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء میں موضع چوٹالہ (بہاولپور) میں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کا خاندان چوٹالہ سے مہار آ گیا۔ آپ کے والد کا نام ہندال تھا۔ خواجہ نور محمد صاحب نے قرآن مجید کی تعلیم حافظ محمد مسعود سے حاصل کی۔ اور مزید تعلیم کے لئے موضع بڈھیراں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ عرصہ تحصیل علوم کے بعد موضع بیلانہ آئے۔ یہاں شیخ احمد کھوکھر سے چند کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ڈیرہ غازی خان گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد لاہور

پہنچے اور انہماک کے ساتھ کسب علوم میں مشغول رہے اور بہت سے مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا۔ لاہور سے تعلیم تکمیل کے لئے دہلی کا رخ کیا پہلے نواب غازی الدین خاں کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ اور حافظ برخوردارجی سے کافیہ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی علم کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ گھر جانا پڑا۔ سلسلہ تعلیم منقطع ہوگیا۔ ۱۱۵۶ھ میں خواجہ فخر الدین اورنگ آباد سے دہلی تشریف لائے اور سلسلہ تدریس شروع کیا۔ تو خواجہ نور محمد نے دوبارہ دہلی آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر علم دین کی تکمیل کی۔ اور اجازت وسند حدیث حاصل کی۔ اسی عرصہ میں خواجہ نور محمد نے خواجہ فخر الدین کے دست حق پرست پر بیعت کی اور منازل سلوک طے کیں تھوڑا عرصہ بعد مولانا علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا مہار شریف میں قیام کا حکم فرمایا۔ خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ بلند پایہ اخلاق محبوب خلائق، پرکشش اور بارعب تھے۔ آنے والے سے اس کے مناسب حال برتاؤ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی طرف رجوع عام شروع ہوا اور امراؤ علماء وفضلاء گروہ در گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور اکتساب فیض کے خواہاں ہوئے۔ تمام عمر تدریس واشاعت اسلام اور متلاشیاں حق کی رہنمائی میں بسر کی ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک بستی تاج سرور چشتیاں شریف میں ہے۔ جو مہار شریف سے تین کوس جنوب کی طرف ہے۔

اقوال زریں:۔

ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت بھی استقامت ایمان کے بعد ہے۔ چاہے کوئی جمعرات کو فوت ہوجائے یا رمضان میں۔ انسان کامل جان عالم ہے۔ اس کا فوت ہو جانا کل عالم کا فوت ہوجانا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خوش حال کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے مجھے خوش حال کیا۔ فقراء کا کام ہر کسی کو نیک بات کہنا اور دعا دینا ہے۔ اہم ترین کام قلت طعام، قلت منام اور قلت کلام ہے۔

تاثرات:۔

○۔ مولانا خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں۔

شاہ نور محمد کی صحبت میں اس قدر کشش اور تعلیم میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو وہاں پہنچ جاتا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ جو ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوجاتا اس کی زندگی میں حیرت انگیز تغیر ہوجاتا۔

○۔ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں۔

یہ حضرت خلیفہ اعظم ومصاحب ہمدم حضرت شاہ فخر الدین فخر جہاں کے تھے۔ فقر میں عالی شان اور بلند درجہ رکھتے تھے۔

○۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب لکھتے ہیں۔

آپ جامع علوم ظاہری وباطنی ہیں۔ ترک وتجرید آپ کا شعار تھا۔ تحمل وبردباری قناعت وتوکل سے آراستہ تھے۔ ریاضت عبادت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

○۔ صاحب تذکرہ مشائخ توگیرہ لکھتے ہیں۔

حضرت قبلہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ ایسی فیض رساں ہستی تھی کہ خواص کا تو ذکر ہی کیا عوام میں بھی ایسا کوئی شخص نہ تھا جس۔ نے آپ کا دامن تھامہ اور مرتبہ کمال تک نہ پہنچا ہو۔

○۔ مسعود حسن شہاب دہلوی لکھتے ہیں۔

خانوادہ چشتیہ کے جس بزرگ نے چار سو سال بعد پرانی روایات کو از سر نو زندہ کیا اور اپنے فیوض وبرکات سے نہ صرف اس سرزمین بلکہ پنجاب کو نوازا وہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات تھی۔ آفتاب ملک ولایت، خورشید برج ہدایت، وارث ملک نبوت، شہنشاہ اقلیم غوثیت، قطب مدار عالم، سند الواصلین، فخر العارفین

منبع انوار الصمد، مظہر اسرارِ خدا حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ۔

خلفاء کرام:۔ خواجہ محمد سلیمان تونسوی۔ خواجہ نور محمد نارووالہ علیہ الرحمۃ۔ قاضی عاقل محمد سکنہ کوٹ مٹھن حافظ محمد جمال ملتانی۔ قاری عزیز اللہ۔ قاضی صبغۃ اللہ۔ میاں محمد فاضل نیکوکارہ۔ میاں غلام حسن بھٹی آپ کے مشہور خلفاء ہیں۔ [1]

حضرت میاں محمد فاضل نیکوکارہ علیہ الرحمۃ

جب آپ نے حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ سے بیعت کی سعادت حاصل کی تو مرشد پاک نے تلقین کی کہ دینی علوم اور علم معرفت کی تدریس کو اپنا نصب العین بنالو۔ چنانچہ ساری زندگی انہی مشاغل میں گذار دی۔ حضرت نیکوکارہ علیہ الرحمۃ کو ظاہر اور باطنی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اور صوریہ اور معنوی کمالات سے بھی آراستہ تھے۔ عبادات اور معمولات کی سختی سے پابندی کرتے۔ نماز تہجد میں پانچ پاروں کی تلاوت آپ کا معمول تھا۔ بیماری کی وجہ سے ایک مرتبہ چھ ماہ ایک قول کے مطابق دو سال تک اس معمول پر عمل نہ ہو سکا۔ تو جونہی اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی روزانہ دس پاروں کا معمول بنالیا۔ جو لوگ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے پاس بیعت کے لئے جاتے آپ ان میں سے اکثر کو میاں فاضل نیکوکارہ کے پاس بھیج دیتے۔ چنانچہ آپ کے روحانی فیوض سے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔ آپ قبلہ عالم کے اجلہ خلفاء کرام میں سے تھے۔ آپ کا وصال ۲۵، ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ کو ہوا۔ اور حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے روضہ مبارک کے مشرقی

---

[1] مناقب المحبوبین صفحہ ۹۵۔ مشائخ تونسہ صفحہ ۳۶۔ از خواجہ الٰہی بخش، مولانا عبدالحلیم۔ بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ طبع تونسہ ۱۹۸۵ء۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند۔ صفحہ ۳۵۹۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۳۳۲۔ خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء صفحہ ۱۰۷۔ اولیائے بہاولپور صفحہ ۱۰۳۔ بار دوم ۱۹۸۴ء طبع بہاولپور۔

جانب درگاہ عالی کے احاطہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ [1]

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چشتی نظامی مہاروی علیہ الرحمۃ (شہید کے)

قبلہ طالبان، ہادی سالکنان، شیخ المشائخ حضرت قبلہ خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ ۱۷۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ میاں محمد فاضل نیکوکارہ علیہ الرحمۃ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ آپ فقر و غنا میں بے ہمتا، اور ریاضت و مجاہدات میں یکتا تھے۔ آپ نہایت ہی بلند ہمت اور اعلیٰ مقامات کے مالک تھے۔ تربیت مریدین میں یگانہ روزگار تھے۔ توحید کے اسرار و رموز بیان کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ جملہ صفات حسنہ سے آراستہ اور حسنِ خلق سے پیراستہ تھے

قبلہ عالم خواجہ محمد مہاروی کا دور تھا۔ خانقاہ مہاروریہ میں ہر روز محفل سماع منعقد ہوتی۔ مگر خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ اس میں شریک نہ ہوتے۔ قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کو شکایت کی گئی۔ آپ نے حکماً خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ کو محفل سماع میں شمولیت کے لئے کہا۔ محفل سماع منعقد ہوئی۔ آپ نے شمولیت کی۔ اور ایسے گم ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔ محفل ختم ہوئی قبلہ عالم علیہ الرحمۃ اپنی نشست گاہ پر تشریف لے گئے۔ خادم نے کہا حضور! خواجہ عبدالرحمٰن وہیں بیٹھا ہے اور اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ آپ نے خادم کو کہا انہیں بلا لاؤ! جب خادم وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ کے رونگٹے رونگٹے سے خون بہہ رہا ہے۔ خادم نے آکر قبلہ عالم کو یہ کیفیت بیان کی۔ آپ تشریف لائے۔ توجہ باطنی فرمائی اور دم کیا۔ خواجہ عبدالرحمٰن ہوش میں آئے۔ آپ نے فرمایا اگر میں نہ آتا تو یہ شہید ہو جاتے۔ اور میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو محفل سماع میں

---

[1] احوال و مناقب حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ از پروفیسر افتخار احمد چشتی صفحہ ۲۱۲۔ مطبوعہ فیصل آباد ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

آنے سے منع کرتا ہوں۔ اسی دن سے آپ کا لقب شہید کے پڑ گیا۔ اور اب آپ کے خاندان کا ہر فرد اپنے نام کے ساتھ شہید کے لکھنا فخر محسوس کرتا ہے۔ [1]

اعتراض :۔ کیا ایسا ہونا ممکن ہے کہ انسان کے رونگھٹے رونگھٹے سے خون بہنے لگ جائے؟

جواب :۔ ہاں ایسا ہونا ممکن ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شیخ احمد معشوق علیہ الرحمۃ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ جب ان سے بالاصرار کہا گیا کہ وہ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر سورۃ فاتحہ نہیں پڑھوں گا۔ ان سے کہا گیا کہ وہ نماز کونسی ہوگی۔ جس میں آپ سورہ فاتحہ نہیں پڑھیں گے۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو وہ بولے، اچھا میں نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہیں پڑھوں گا۔ لوگوں نے کہا نہیں یہ آیت بھی ضرور پڑھیں۔ الغرض کافی گفتگو کے بعد شیخ احمد معشوق نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھنی شروع کی جیسے ہی وہ ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچے تو ان کے اعضائے مبارک کے ہر بال کی جڑ کے نیچے سے خون جاری ہوگیا۔ اس وقت وہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا میں حائضہ عورت ہوں میرے لئے نماز جائز نہیں۔ [2]
۱۸۵۲ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک قصبہ رانی علاقہ سرسا انڈیا میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزندار جمند خواجہ غلام رسول علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین ہوئے

حضرت خواجہ غلام رسول چشتی نظامی علیہ الرحمۃ (شہید کے)

غواص بحر وحدت، خورشید ولایت، شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام رسول، علیہ الرحمۃ ۱۸۲۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے والد گرامی کے زیر سایہ رہ کر تعلیم و تربیت حاصل

---

[1] بروایت:۔ قبلہ مفتی محمد اشفاق احمد رضوی مدظلہ العالی حال مقیم برطانیہ۔ [2] فوائد الفواد، ملفوظات خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمۃ۔ صفحہ ۲۷۸۔

کی۔ اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے۔ آپ عشق کامل، شوق وافر، وجد صادق، حال قوی اور ہمت بلند میں مشہور تھے۔ آپ ریاضت ومجاہدات اور کشف وکرامات میں عجوبہ روزگار اور تکمیل وارشاد میں یگانہ روزگار تھے۔ تمام عمر مخلوق خدا کی بھلائی اور ہدایت میں بسر کی۔ ہر طبقہ کے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے مستفیذ ہوتے اور دامن مراد بھر کر جاتے اور طالبان حق حاضر ہوکر منازل سلوک طے کرتے۔ ۱۸۹۰ء میں آپ کا وصال ہوا۔

مزار مبارک قصبہ رانی علاقہ سرسہ انڈیا میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزندار جمند حضرت قبلہ حضور خواجہ محمد صدیق علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین ہوئے۔

۱۹۴۰ء میں وصال مبارک ہوا۔

مرقد انور قصبہ رانی (انڈیا) میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند قبلہ حافظ محمد شفیع چشتی نظامی آپ کے جانشین مقرر ہوئے[۱]

☆☆☆☆☆

حضرت قبلہ حضور خواجہ حافظ محمد شفیع شہید کے چشتی نظامی قدس سرہٗ

فخر العارفین، جامع شریعت وطریقت، معدن جود وسخا حضرت قبلہ حافظ محمد شفیع شہید کے ۱۹۱۶ء میں قصبہ رانی (سرسہ انڈیا) میں پیدا ہوئے۔اور قبلہ والد گرامی حضرت خواجہ محمد صدیق چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ رہ کر ابتدائی تعلیم حاصل کی اور سب سے پہلے قصبہ رانی میں ہی رہ کر قرآن مجید حفظ کیا۔اس کے بعد فن قرأۃ اور درس نظامی کی تکمیل کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں میں قیام کیا۔ایک حافظ قرآن، ماہر فن قرأۃ اور جید عالم دین بن کر آسمان علم وحکمت پر ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکے۔نیز آپ تفسیر قرطبی[۲]

[۱] ۔یہ حالات قبلہ حافظ محمد شفیع چشتی نظامی سے معلوم ہوئے۔

[۲] ۔تفسیر کا پورا نام: الجامع الاحکام القرآن ہے جو کہ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری اندلسی قرطبی کی تالیف ہے۔آپ بڑے فاضل اور عابد شب زندہ دار تھے۔ہر وقت عبادت وذکر میں مشغول رہتے۔سادگی کا یہ عالم تھا کہ معمولی لباس زیب تن کرتے۔تمام اوقات عبادت توجہ الی اللہ اور تصنیف میں گزارتے۔آپ نے نہایت گراں بہا تصانیف کا ذخیرہ ورثہ چھوڑا۔۶۷۱ھ میں وفات پائی۔

(تاریخ تفسیر ومفسرون صفحہ ۶۱۴ طبع فیصل آباد ۱۹۷۸ء)

حضرت خواجہ محمد صدیق چشتی نظامی شہید کے قدس سرہٗ

معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ لطف رسول مدنی، فخر المشائخ، قدوۃ
صالحین زبدۃ العارفین حضرت قبلہ خواجہ محمد صدیق علیہ الرحمۃ ۱۸۶۵ء میں قصبہ
انی علاقہ سرسہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔قبلہ والد گرامی خواجہ غلام رسول چشتی
ظامی نور اللہ مرقدہٗ کی زیر نگرانی قرآن کریم ناظرہ پڑھا، اور اپنے وقت کے
لمائے دین سے علوم اسلامی اخذ کئے۔اس کے بعد مجاہدات وریاضات میں
شغول ہوگئے اور مشکل سے مشکل ترین مجاہدے کئے۔قبلہ والد گرامی کے دست
ق پرست پر بیعت کی اور منصب خلافت سے نوازے گئے۔ان کی وفات کے
ند سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

آپ شان عظیم، طبع کریم، لطف عمیم اور حالت مستقیم کے مالک تھے۔
ہایت ہی سادہ ترین بزرگ تھے، جن میں سلف الصالحین کی سادگی کی جھلک
یاں تھی۔فخر وغرور نام کو نہ تھا، عجز وانکساری کا پیکر اور مجسمہ اخلاص تھے، شہرت و
موری سے سخت نفرت تھی، ہر کام میں للٰہیت کا عنصر موجود تھا، رضائے الٰہی کو
لیت کا درجہ دیتے تھے۔منہ پر تعریف کرنے والوں سے سخت نفرت تھی۔تربیت
ریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔دور دراز علاقوں سے آکر طالبان حق آپ سے
وحانی فیض پاتے تھے۔آپ کی خانقاہ کا در ہر امیر وغریب، مفلس وناتواں اور
اہ وگدا کیلئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔

کے حافظ تھے اور آج تک اس تفسیر کا کوئی حافظ دنیا میں نہیں ہوا۔

قبلہ والد ماجد کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔اور اپنے تقویٰ وورع، تبع سنت اور دیگر اوصاف حمیدہ کے باعث خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔نیز آپ کے چہرے سے ولایت کے انوار ظاہر تھے زیارت کر کے خدا یاد آتا تھا۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان معرضِ وجود میں آیا، تو حافظ صاحب قصبہ رانی (انڈیا) سے ہجرت فرما کر چشتیاں شریف میں آکر آباد ہوئے۔اور قرآن کریم کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور بیالیس (۴۲) سال تک اس فریضہ کو بحسن خوبی انجام دیا۔

قبلہ والد گرامی کی وفات کے بعد مسندِ تلقین وارشاد پر متمکن ہوئے اور جلد ہی آپ کی خانقاہ منبع فیوض وبرکات ثابت ہوئی، دور دور سے طالبانِ حق رُوحانی سکون پانے لگے اور آپ کے چشمہ صافی سے سیراب ہوئے۔مریدین کی صحیح تربیت واصلاح اور مخلوق خدا کی بھلائی ورہنمائی آپ کی زندگی کا اوّلین نصب العین تھا۔جو سائل در پر آیا اس کی فریاد سن کر حتی المقدور افزائی کی جو کہ آپ کی ولایت پر ایک دلیل قوی ہے۔

خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی (م ۶۳۲ھ) فرماتے ہیں

اے طالبِ حق! جب تیرے پاس کوئی آکر مدد کا خواہاں ہو تو جس قدر ہو سکے اس کی مدد فرما۔

(معین الارواح)

اسی جذبہ خلق کے پیشِ نظر آپ بلدیہ کے کونسلر اور چیئر مین بھی رہے۔آپ شہرت اور نمود ونمائش کو پسند نہ فرماتے تھے۔

علمائے کرام ونعت خواں حضرات کا ادب واحترام

آپ علمائے کرام کا بیحد ادب واحترام کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ علومِ انبیاء

کے وارث ہیں۔ان کی عزت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت ہے۔

کسی دینی پروگرام میں ان کو مدعو کرتے تو ان کی تعظیم وتوقیر میں کوئی کسر نہ چھوڑتے اور ان کی آمد پر ان کی تعظیم کے لئے خود کھڑے ہو جاتے اور جب ان کو روانہ کرتے تو چند قدم ساتھ چل کر ان کو وداع فرماتے۔نیز جب کوئی عالم دین ملنے والا آتا تو تعویذ لکھنا بند کر دیتے اور بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

صوفی محمد ریاض قادری (خانیوال) بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حافظ صاحب کے کسی دینی پروگرام میں چشتیاں شریف حاضر ہوا۔پروگرام مسجد میں تھا، محفل ختم ہونے کے بعد میں نے اجازت چاہی تو آپ مسجد سے میرے ساتھ باہر تک آئے اور بصد ادب واحترام سے وداع کیا۔

قرآن کریم سے محبت

گو آپ درسِ نظامی کے ایک جید عالم اور کامیاب مدرس تھے۔مگر آپ نے اپنی زندگی کے بیالیس (۴۲) سال تدریس قرآن کریم میں گذارے۔جب کوئی آپ سے وظیفہ پوچھتا تو فوراً فرماتے: "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" یعنی سب سے بڑا وظیفہ قرآن کریم پڑھنا اور پڑھانا ہے۔

راؤ تاج محمد خان فتح پوری فرماتے ہیں، مجھے حافظ صاحب نے آخری وظیفہ یہ بتلایا کہ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم کثرت سے پڑھا کرو۔(تعداد کوئی متعین نہ فرمائی) اپنے ایک مرید کو مخاطب کر کے فرمایا: صوفی صاحب! کوئی چیز لے کر آیا کرو۔

پھر خود ہی اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی نقدی لیکر آؤ۔بلکہ ایصال ثواب کے لئے، قرآن کریم کی تلاوت کر کے اس کا ثواب لیکر آیا کرو۔

ایک دفعہ چشتیاں شریف شہر میں ایک محفل منعقد ہوئی، رات کا وقت تھا آپ کو محفل میں لیکر گئے خوب خاطر تواضع کی، جب محفل سماع شروع ہوئی تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ہمارے بزرگوں نے نہیں سنی اور ذوق فاروقی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بزرگوں کی اولاد سے عقیدت ومحبت

راؤ تاج احمد خان کہتے ہیں ایک دفعہ عرس کا موقعہ تھا، آپ مسجد میں موجود تھے۔ ایک نوجوان لڑکا آپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ زمیندارانہ لباس میں تھا، حافظ صاحب نے وضو کر کے مجھے فرمایا! بیٹا اس نوجوان کا خیال رکھنا کیونکہ یہ حضرت نیکو کار کی اولاد سے ہیں۔ اور انہیں سے ہمارے بزرگوں کا فیض جاری ہوتا ہے۔

استقامت اور کشف وکرامت

محققین صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

”الا ستقامت فوق الکرامت“ یعنی استقامت، کرامت سے بہتر ہے

استقامت کے ضمن میں حافظ صاحب کی زندگی سے چند ایک واقعات پیش کئے جاتے ہیں جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ استقامت کے اعلیٰ مقام پر متعین تھے۔

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار قبلہ حافظ صاحب حسب عادت اپنے وظائف سے فارغ ہو کر اپنی نشست گاہ پر جلوہ افروز تھے اور چاروں طرف دکھی انسانوں اور رنج والم کے ماروں کا جمگھٹا تھا۔ ہر کوئی باری باری اپنی بیچارگی بیان کرتا اور قبلہ حافظ صاحب ان کی درد بھری کہانی سن کر ان کے دکھ کا مداوا فرماتے ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک عورت جو دور دراز کا سفر کر کے آئی تھی موجود تھی اور دوسرے افراد بھی موجود

تھے کہ گھر سے پیغام آیا کہ بچہ سخت بیمار ہے، گھر تشریف لائیں مگر آپ مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہے، تھوڑی دیر کے بعد بھی کسی نے آ کر کہا، حضور! بچے کی حالت بہت ہی نازک ہے گھر تشریف لے چلئے۔ آپ گھر تشریف لائے تو دور دراز سے آئی ہوئی عورت بھی آپ کے پیچھے گھر آ گئی، آپ کے گھر آنے کے ایک لمحہ بعد آپ کی موجودگی میں بچے نے دم توڑ دیا، آپ نے صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا، ایسے حالات میں اس عورت نے کہا، حافظ صاحب میں بڑی دور سے آئی ہوں، مجھے تعویذ لکھ دیں۔ بغیر کسی لیت ولعل اور ٹول مٹول کے آپ نشست گاہ میں آئے اور بڑے اطمینان سے اُسے تعویذ لکھ کر دیا اور پھر دوبارہ گھر تشریف لائے، اور استقامت کا پورا حق ادا کر دیا اور حد شریعہ کا پورا پورا خیال رکھا۔“

قبلہ مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی نے اپنی نشست گاہ میں راقم کو بتلایا کہ حافظ صاحب کے بڑے بھائی غلام کبریا سکنہ بورے والہ سخت بیمار تھے۔ آپ چشتیاں شریف سے ان کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لائے، تمام دن ان کی دیکھ بھال اور خدمت کرتے اور رات کو قریبی مسجد میں جا کر اپنے وظائف کو پورا کرنے کے بعد دن کو پھر بھائی صاحب کی خدمت پر مامور ہو جاتے، کافی ایام آپ نے اسی طرح گذارے اور اپنے معمولات پر پوری استقامت سے پابندی فرماتے رہے۔

حافظ غلام مرتضیٰ طیب (جو کہ مفتی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں) فرماتے ہیں کہ میں خانیوال سے چشتیاں بارادہ بیعت قبلہ حافظ صاحب کی خدمت میں پہنچا، میری خاطر تواضع کرنے کے بعد فرمایا! بیٹا گھر واپس چلے جاؤ اور چالیس دن تک یہ وظیفہ پڑھ کر آنا اور نماز پنجگانہ قضا نہ ہونے دینا۔ آپ سے اجازت چاہی واپس خانیوال پہنچا اور آپ کے ارشاد کے مطابق وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اور نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا کرتا۔

ایک دفعہ کسی کام کے لئے ملتان جانا پڑا، واپسی پر نماز ظہر کا وقت ہو گیا تو میں نے ویگن

والے کو نرم لہجے میں کہا، بھائی! میں نے نماز ظہر ادا کرنی ہے۔ دومنٹ کے لئے گاڑی روک دیں کیونکہ خانیوال جاتے جاتے وقت ختم ہو جائے گا۔ اس نے میری بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی سخت لہجے میں جواب دیا جیسا کہ ان کی عادت ہے ابھی تھوڑی ہی دیر کا سفر کرتے گذری تھی کہ گاڑی خراب ہوگئی۔ اور اس کلینڈر نے مجھے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا کہ! مولوی صاحب جاؤ جا کر نماز ادا کرلو اس طرح قبلہ حافظ صاحب نے تصرف فرمایا اور میری نماز قضا ہونے سے بچ گئی۔

چالیس دن کے بعد چشتیاں شریف قبلہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے بیٹا تسلی ہوگئی، میں نے کہا جی حضور، پھر آپ نے مجھے سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرمایا۔ چند نصیحتیں کیں اور چند وظائف پڑھنے کا حکم فرمایا اور میں بخوشی واپس گھر لوٹا۔"

خدمتِ خلق

مولانا محمد اسحاق چشتی آف خانیوال نے فرمایا کہ چشتیاں شریف میں قبلہ حافظ صاحب کے ایک مرید راؤ تاج محمد فتح پوری نے بتایا کہ حافظ صاحب خواجہ نور محمد مہاروی کے مزار شریف کے ملحق مدرسہ فخر المدارس کے کسی زمانے میں مہتمم بھی رہے ہیں۔ ناظمیت کے دور میں، میں کچھ نقد رقم اور کچھ قربانی کی کھالوں کے پیسے لیکر حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے حساب وکتاب کا رجسٹر منگوایا اور فرمایا کہ مدرسہ کے خرچہ کے لئے ۹۳ ہزار روپیہ موجود ہے بیٹا! یہ رقم واپس لے جاؤ اور اپنے علاقہ کے غرباء ومساکین میں تقسیم کردو، اور یاد رکھنا کہ اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنانا، تقریباً آج سے ۲۸ سال قبل میں آپ کا مرید ہوا تھا۔ حافظ صاحب کی نصیحت پر عمل کیا آج ہمارے خاندان میں تمام بچے اور بچیاں کثرت سے حافظ قرآن ہیں۔

مولانا محمد اسحاق چشتی خطیب جامع مسجد مدینہ کالونی نمبر ۲ خانیوال فرماتے ہیں کہ مجھے قبلہ

حافظ صاحب کے ایک مرید حاجی محمد ادریس چک ڈبلیو بی ڈاہراں والا نے بتایا کہ ماضی بعید کی بات ہے کہ قبلہ حافظ صاحب نے چشتیاں شہر سے باہر کسی گاؤں میں شادی کی محفل میں شمولیت کرنی تھی مجھے فرمانے لگے تم بھی میرے ساتھ چلو، میں تیار ہوگیا، جب ہم چشتیاں سے سوار ہو کر اس گاؤں کے سٹاپ پر پہنچے کافی رات گذر چکی تھی، گاؤں جانے کے لئے سواری کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ ہم سٹاپ کے ایک قریبی گاؤں پہنچے، جہاں ہمارے کچھ واقف آدمی سکونت پزیر تھے۔ ہم نے ان سے سائیکل لی اور اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ سفر جاری تھا کہ ایک مقام پر پہنچے تو حافظ صاحب نے کہا، سائیکل روکو میں نے نماز عشاء ادا کرنی ہے میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، آپ نے سائیکل سے اتر کر نماز ادا کی، پھر فرمانے لگے منہ دوسری طرف کرلو۔ میں حکم بجالایا تھوڑی دیر کے بعد مجھے معلوم ہوا جیسے حافظ صاحب کسی سے محو گفتگو ہیں۔ چند لمحات کے بعد انہوں نے کہا کہ حافظ صاحب! جس گاؤں میں آپ جارہے ہیں وہاں ایک کتا ہے جو کسی کو گاؤں میں داخل ہونے نہیں دیتا، ذرا ہوشیار رہنا، آواز آنی بند ہوگئی۔ اور ہم دونوں منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ رات کا سناٹا، بیاباں علاقہ، اللہ اللہ کرتے گاؤں کے قریب پہنچے تو ایک کتا آیا جب ہمارے قریب پہنچا تو حافظ صاحب نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہم تیرے گاؤں میں مہمان آئے ہیں۔ مہمانوں کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہو، یہ کہنا تھا کہ کتے نے فرط محبت میں دم ہلانی شروع کردی۔ ہم نے گاؤں میں جا کر شادی میں شمولیت کی اور اگلے روز بخیریت وعافیت واپس چشتیاں پہنچے۔ (الحمد للہ رب العالمین)

حاجی محمد نواز صاحب جو کہ قبلہ حافظ صاحب کہ مرید ہیں انہوں نے محمد اسحاق چشتی سے فرمایا کہ میرے والد اور دادا چشتیاں تشریف لائے دیر ہوگئی قبلہ حافظ محمد شفیع صاحب رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں تشریف لائے تو کھانے میں آلو دیئے گئے عرض کی حضور یہ خراب کریں

نے فرمایا تیری آنکھ بھی نہیں کھلے گی ایسے ہی ہوا کہ ساری رات آرام سے سوئے رہے آلوؤں نے کوئی بھی تکلیف نہ دی۔

بشیر احمد لالہ جو کہ قبلہ حافظ صاحب کے مرید ہیں انہوں نے مولانا محمد اسحاق چشتی سے فرمایا کہ میرے چچا کا لڑکا محمد مقبول اپنے سسرال جا رہا تھا کہ بہاولپور سے اطلاع ملی کہ ایکسیڈینٹ ہوگیا ہے اور بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ میں یعنی حاجی محمد ادریس قبلہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کہ میرے چچا کے بیٹے مقبول کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے فرمایا کہ معمولی چوٹ آئی ہے کوئی فکر نہ کرو میں اسی وقت بہاولپور گیا جا کر دیکھا کہ معمولی چوٹ ہی لگی تھی۔

مولانا محمد اسحاق چشتی فرماتے ہیں کہ میں قبلہ مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھے آپ مرید فرمائیں تو انہوں نے فرمایا کہ آپ چشتیاں شریف چلے جائیں قبلہ حافظ محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں وہ آپ کو مرید فرمائیں گے آپ کا حصہ ادھر ہے جب قبلہ حافظ صاحب تشریف لائیں گے خود ہی مرید فرمائیں گے بندہ خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ قبلہ مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی خانیوال میں تشریف فرما ہیں وہی مرید فرمائیں بندہ واپس آگیا تو قبلہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں قبلہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں گا وہ خود ہی مرید فرمائیں گے آپ چشتیاں تشریف لائے عرض کی کہ آپ اسحاق کو مرید فرمائیں پھر آپ نے مرید فرمایا۔

مولانا محمد اسحاق آف خانیوال فرماتے ہیں کہ مجھے راؤ تاج محمد خان فتح پوری نے بتایا کہ قبلہ حافظ صاحب کو مجھ سے بیحد محبت تھی۔ جب مجھے اپنے پاس بلانا ہوتا، رات کو خواب میں اشارہ ہو جاتا بعض اوقات کان سے پکڑ کر اٹھا دیتے اور فرماتے صبح کو تو نے چشتیاں پہنچنا ہے اور اکثر ایسے مواقع مجھے زندگی میں پیش آئے اور اب آپ کی وفات شریف کے

بعد تین چار دفعہ ایسے ہوا ہے خواب میں فرمایا کہ کیا اب ملنے نہیں آتے کیا تجھے کوئی بلانے آئے گا۔ ایک بار میں لاہور گیا۔ رات کو سو گیا آپ خواب میں تشریف لائے ساتھ ایک مرید تھا۔ آپ نے فرمایا اس کا نام دیکھو، میں نے دیکھا، حکم فرمایا اس کا نام کاٹ دو۔ یہ مریدین میں سے نہیں ہے نماز میں سستی اور ناغہ کرتا ہے پھر خواب سے بیدار ہو کر میں نے نماز فجر ادا کی اور پھر سو گیا۔

وفات حسرت آیات

۱۸،۱۷ جمادی الاول ۲۲ھ/۱۲، اگست کو وصال شریف ہوا لاتعداد افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کو مسجد کے متصل دفن کیا گیا، مزار مبارک مرجع خلائق ہے نماز جنازہ نور المدارس کی عیدگاہ میں ہوا اور آپ کا جنازہ مولانا غلام مہر علی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

اولاد امجاد

آپ نے چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

۱:۔ قدرت اللہ۔ ۲:۔ عظمت اللہ۔ ۳:۔ اختر حسین۔ ۴:۔ محمد یوسف

جناب محمد یوسف صاحب موجودہ سجادہ نشین ہیں جو کہ نہایت خلیق اور ملنسار ہیں۔ شریعت مطہرہ کی پوری پابندی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھے۔

خلیفہ مجاز

آپ نے صرف مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی کو خلافت و اجازت عطا فرمائی اور فرمایا، موصوف ہی میری نیابت کے حق دار ہیں کیونکہ وہ ہر وقت باوضو رہ کر قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ ان پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیحد نوازشیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔"

فخر الصلحاء مفتی محمد اشفاق احمد بن حاجی ولی الرحمٰن قادری چشتی مدظلہٗ

قبلہ مفتی صاحب ۱۹۴۸ء میں خانیوال کے ایک مضافاتی گاؤں 12/A-H میں پیدا ہوئے۔ اور مذکورہ بستی میں ہی قرآن کریم (ناظرہ) کی تعلیم حاصل کی۔ پھر پاکستان کے مختلف دینی مدارس مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال۔ مدرسہ شوکت الاسلام خانیوال۔ مدرسہ اشرف المدارس اوکاڑہ۔ مدرسہ احیاء العلوم بورے والا۔ مدرسہ غوثیہ رضویہ سکھر۔ دارالعلوم محمودیہ، پپلاں (میانوالی) وغیرہ میں درس نظامی کی تعلیم درج ذیل اساتذہ کرام سے مکمل کی۔

مولانا محمد شفیع علیہ الرحمۃ 12/A-H (خانیوال)، مولانا قاضی نور احمد صاحب مدظلہ، پپلاں (میانوالی)، مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ نواں جنڈاں والا (میانوالی)، مولانا احمد یار صاحب اوکاڑہ، مولانا محمد حسین شوق علیہ الرحمۃ، پپلاں (میانوالی)۔

۱۹۶۶ء میں جامعہ رضویہ فیصل آباد میں مولانا غلام رسول رضوی قدس سرہٗ سے دورہ حدیث پڑھا اور سند حدیث حاصل کی۔ ۱۹۸۰ء میں شہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (تنظیم المدارس) کا امتحان دیا اور اوّل پوزیشن حاصل کی۔

بیعت:۔

مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا فضل احمد غازی قدس سرہٗ نے ۱۹۸۰ء میں مدرسہ شوکت الاسلام خانیوال کے سالانہ جلسہ پر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ کچھ عرصہ فخر العارفاں حافظ محمد

شفیع مدظلہ العالی (شہید کے) کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی خلافت سے نوازے گئے۔

درس وتدریس:۔

آپ نے درس وتدریس کا آغاز مدرسہ نور المدارس چشتیاں شریف سے کیا تشنگانِ علوم نے دور دراز علاقوں سے آکر آپ سے علمی استفادہ کیا۔ ۶ سال تک اس مدرسہ میں آپ کا قیام رہا۔

چشتیاں شریف سے کچا کھوہ (خانیوال) تشریف لائے اور مرکزی جامع مسجد اہلسنت و جماعت میں قائم شدہ مدرسہ معراج العلوم میں درس وتدریس کا کام شروع کیا۔ ۷ سال تک متلاشیان علم وفضل کو اپنے علمی جواہرات سے مزین کیا۔ اور محکمہ اوقاف کی طرف سے مسجد ہذا کی امامت وخطابت کے فرائض بھی باحسن طریقہ انجام دیتے رہے۔

۱۹۷۸ء میں آپ کا تبادلہ مرکزی جامع مسجد اہلسنت خانیوال میں ہوا۔ مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال کی انتظامیہ نے متفقہ طور پر آپ کو مدرسہ ہذا کا مہتمم بنا دیا۔ آپ کے خلوص و وفا، محنت و کاوش اور ذاتی لگاؤ کا نتیجہ ہے کہ آج مدرسہ ہذا ترقی کی منازل کی طرف رواں دواں ہے اور اس کا شمار ملک کے مشہور دینی مدارس (اہلسنت) میں ہوتا ہے۔ چند سالوں سے مدرسہ غوثیہ للبنات کا بھی اجراء ہو چکا ہے جہاں بے شمار بچیاں زیر تعلیم ہیں۔

ماہر درسیات ہونے کے علاوہ خدائے لم یزل نے آپ کو واعظ و تقریر کا بھی ملکہ عطا فرمایا ہے۔ گفتگو نہایت سادہ، علمی اور جوش خطابت سے مبرا..... مگر پر مغز،

محققانہ اور تصنع و بناوٹ سے وراء گفتگو سامعین کی عملی زندگی پر ایک گہرا اثر مرتب کرتی ہے۔ یہ محض آپ کی للّٰہیت، حسن نیت اور تقویٰ و پرہیزگاری کا نتیجہ ہے۔

آپ کے مواعظ حسنہ اکثر توحید باری تعالیٰ، اسوہ رسول مقبول، عظمت مصطفٰے، ترغیب و ترتیب اور اصلاح معاشرہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر طبقہ کا فرد آپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

موصوف ۲۷ رمرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ تاکہ مدرسہ غوثیہ جامع العلوم سے قال اللہ وقال الرسول کی مسحور کن صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ اور تشنگانِ علم و فضل اس چشمہ صافی سے سیراب ہوتے رہیں۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) ۱؎

۱؎ مفتی صاحب کے یہ تمام حالات بذریعہ انٹرویو معلوم ہوئے ہیں۔ جو کہ راقم الحروف نے کیم اگست ۱۹۹۶ء کو ان سے لیا تھا۔

الٰهی تا بود خورشید و ماهی
چراغِ چشتیاں را روشنائی